بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 69

شمارہ 43

ایڈیٹر منصور احمد

نائب تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

4 ربیع الاوّل 1442 ہجری قمری • 22 اخاء 1399 ہجری شمسی • 22 اکتوبر 2020ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

(النساء:111)

ترجمہ: اور جو بھی کوئی بُرا فعل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش طلب کرے وہ اللہ کو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پائے گا۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16 اکتوبر 2020 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

مجھے بار ہا تعجب آتا ہے کہ لوگ اپنے جیسے انسان کی خوشامد تو کرتے ہیں مگر افسوس خدا کی خوشامد نہیں کرتے

یاد رکھو کہ دعا کیلئے اگر جلدی جواب مل جاوے تو عموماً اچھا نہیں ہوتا توقف کامیابی کا موجب ہوتا ہے

علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے، اسی لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

خدا کا تلون رحمت ہے

خدا کا تلون بھی رحمت ہے۔ دیکھو یونس علیہ السلام کی قوم کے معاملہ میں قطعی الہام دے کر جب لوگوں نے چیخنا چلّانا شروع کیا تو عذاب ٹلا دیا اور رحمت کے ساتھ ان پر نگاہ کی۔ پس خدا کے تلون میں بھی ایک خاص لطف ہے مگر اس کو وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو اس کے سامنے روتے اور عجز ونیاز ظاہر کرتے ہیں۔ مجھے بار ہا تعجب آتا ہے کہ لوگ اپنے جیسے انسان کی خوشامد تو کرتے ہیں مگر افسوس خدا کی خوشامد نہیں کرتے۔

قبولیت دعا میں توقف کامیابی کا موجب ہے

یہ یاد رکھو کہ دعا کیلئے اگر جلدی جواب مل جاوے تو عموماً اچھا نہیں ہوتا۔ پس دعا کرتے نا امید نہ ہو۔ دعا میں جس قدر دیر ہو اور اس کا بظاہر کوئی جواب نہ ملے تو خوش ہو کر سجدہ ہائے شکر بجا لاؤ کیونکہ اس میں بہتری اور بھلائی ہے۔ توقف کامیابی کا موجب ہوتا ہے۔

یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ٹلنے کی وجہ

دعا بہت بڑی سپر کامیابی کیلئے ہے۔ یونس علیہ السلام کی قوم گریہ وزاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں مخاتبت مغاضبت کو کہتے ہیں اور حُوت مچھلی کو کہتے ہیں اور نُون تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یونسؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔ اصل یوں ہے کہ عذاب کے ٹل جانے سے ان کو شکوہ اور شکایت کا خیال گزرا کہ پیش گوئی اور دعایوں ہی رائیگاں گئی اور یہ بھی خیال گزرا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے۔ اور رونا دھونا اور صدقات فرد قرارداد جرم کو بھی ردی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اسی لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق وثبات دکھاتا ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل وقال سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔ صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 218 تا 219، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز خدا تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہے

جب لوگ اپنے دوستوں کی ناراضگی اور قوم کی ناراضگی کا خیال رکھتے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہی ایسی چیز ہے جس سے انسان کو بے پرواہ ہو جانا چاہئے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اِنَّ اَبْغَضَ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰہِ الطَّلَاقُ یعنی حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز خدا تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہے۔ جب طلاق حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے تو ایک مومن جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے وہ اس چیز کے کس طرح قریب جا سکتا ہے جس کے متعلق وہ سمجھتا ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ ہر کام جو جائز ہے ضروری نہیں کہ اُسے کیا بھی جائے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ بنارس، کلکتہ، مدراس یا بمبئی وغیرہ جانا حلال ہے لیکن کتنے ہیں جو ان جگہوں میں گئے ہیں۔ اگر حلال کے یہی معنے ہیں کہ اسے ضرور کیا جائے تو پھر تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ جن لوگوں کے پاس ان شہروں میں جانے کیلئے روپیہ نہ تھا وہ اپنی جائدادیں بیچ ڈالتے اور اس حلال کام کو ضرور سرانجام دیتے لیکن لوگوں کا اس پر عمل نہ کرنا بتاتا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو بات حلال ہے ضروری نہیں کہ اُس پر عمل بھی کیا جائے بلکہ مناسب موقع اور محل کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اگر ایک حلال کام کے کرنے سے ناپسندیدگی کے سامان پیدا ہوتے ہوں تو اس کام سے بہر حال اجتناب کیا جائیگا۔ مثلاً پیاز کھانا حلال ہے لیکن مسجد میں پیاز کھا کر جانا منع ہے کیونکہ وہاں لوگوں کو اُس کی بُو سے تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کیلئے یہ حلال ہے کہ وہ سبز رنگ کا کپڑا پہنے یا اُودے رنگ کا کپڑا پہنے یا زرد رنگ کا کپڑا پہنے لیکن اگر کسی کا دوست کہے کہ یہ زرد رنگ کا کپڑا خرید لو تو وہ کہتا ہے مجھے زرد رنگ اچھا نہیں لگتا کیونکہ اس کے نزدیک حلال وہ چیز ہے جو اس کی پسند کے مطابق ہو اور اسکی طبیعت کو اچھی لگتی ہو۔ کھانے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ حلال اور طیب چیزیں کھاؤ لیکن بعض لوگ بینگن نہیں کھاتے بعض لوگ کدّو کو پسند نہیں کرتے۔ اگر اُن سے پوچھا جائے کہ آپ بینگن کیوں نہیں کھاتے تو وہ کہتے ہیں ہمیں پسند نہیں یا دوسرے شخص سے پوچھا جائے کہ آپ کدّو کیوں نہیں کھاتے تو وہ کہتا ہے کہ میری بیوی اس کو ناپسند کرتی ہے۔ اسی طرح جو لوگ مکان تیار کرتے ہیں وہ اپنے مذاق اور طبیعت کے مطابق مکان بناتے ہیں کوئی ایک منزلہ مکان بناتا ہے کوئی دو منزلہ اور کوئی سہ منزلہ۔ کوئی مکان میں باغیچہ لگانا پسند کرتا ہے اور کوئی بغیر باغیچہ کے رہنے دیتا ہے۔ اب یہ ساری چیزیں حلال ہوتی ہیں لیکن وہ سب پر عمل نہیں کرتا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ ہر حلال بات پر عمل کرنا ضروری نہیں لیکن جب بیوی کو طلاق دینے کا معاملہ پیش آ جائے تو یہ کہتے ہوئے کہ بیوی کو طلاق دینا جائز ہے فوراً بے سوچے سمجھے اِسے طلاق دے دی جاتی ہے حالانکہ بعض حلال چیزیں انسان اپنے نفس کی خاطر بعض اپنے دوستوں کی خاطر اور بعض سوسائٹی کی خاطر ہمیشہ چھوڑتا رہتا ہے در حقیقت

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو نماز میں مانگنے کیلئے یہ دُعا سکھائی

(833) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نماز میں فتنہ دجال سے پناہ مانگتے تھے۔

(834) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا آپؐ مجھے دعا سکھائیں جو میں نماز میں کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا یہ دعا کیا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

(اے اللہ! مَیں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں ہے۔ سو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھے رحمت سے نواز۔ یقیناً تو ہی غفور ورحیم ہے)

(868) حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تو نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں اور میں اسے لمبا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اتنے میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو میں اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے ناپسند ہوتا ہے کہ میں اس کی ماں کو تکلیف دوں۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الاذان، مطبوعہ قادیان 2006)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 2 اکتوبر 2020ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از نبیوں کا سردار)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے 2007
خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب
ملکی رپورٹ
وصایا وذکر خیر
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 9 اکتوبر 2020

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

لفظ تَوَفّی پر ایک ہزار روپے کا انعامی چیلنج۔ اگر کوئی ثابت کر دے کہ یہ لفظ قبض رُوح یا موت کے علاوہ کسی اور معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے

یہ پُرشوکت چیلنج سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمان علماء کیلئے اپنی متعدد کتابوں میں پیش فرمایا ہے ان میں سے ایک کتاب حَمَامَۃُ الْبُشْریٰ بھی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو آپؑ نے عربوں میں تبلیغ کیلئے لکھی۔ پس آپ کا یہ چیلنج علماءِ عرب و عجم سب کیلئے تھا۔ سب سے پہلے یہ چیلنج آپ نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں پیش کیا جو 1891 کی تالیف ہے۔ دو سال بعد یہ چیلنج آپ نے اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں دیا جو آپ کی 1893 کی تالیف ہے۔ تیسری دفعہ یہ چیلنج آپؑ نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں دیا جو آپ کی 1899ء کی تصنیف ہے اور چوتھی دفعہ یہ چیلنج آپؑ نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں پیش کیا جس کی تصنیف آپؑ نے 1905 کے آخر پر شروع فرمائی تھی۔ یہ تمام چیلنج سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ہم پیش کریں گے۔

ذیل میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں وفاتِ مسیح کے کچھ دلائل اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ہمارے پیارے آقا سیّدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوت ہو کر یہ ثابت کر دیا کہ فوت ہونا انبیاء کی سنت ہے۔ ایک حدیث کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء دنیا میں مبعوث ہوئے لیکن سب کے سب اپنی عمر گزار کر فوت ہو گئے۔ پس لامحالہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں۔ سرینگر محلہ خانیار میں ان کی قبر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ کہ وہ آسمان میں زندہ ہیں غیر اسلامی عقیدہ ہے۔ قرآن مجید کی 200 آیات سے ان کی وفات ثابت ہے۔ سورہ آل عمران آیت 56 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ۚ یعنی اَے عیسیٰ یقیناً مَیں تجھے وفات دُوں گا اور تیرے درجات اپنے حضور بلند کرونگا اور تیرے منکرین کے الزامات سے تجھے پاک کرونگا اور تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت تک غلبہ دُونگا۔ یہاں مُتَوَفِّیْکَ کے معنے وفات اور قبض رُوح کے ہیں لیکن غیر احمدی علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت کرنے کیلئے اور انہیں آسمان تک پہنچانے کیلئے مُتَوَفِّیْکَ کے معنے قبض جسم اور زندہ آسمان میں اُٹھائے جانے کے کرتے ہیں۔ غور کرنے والی بات ہے کہ اگر مُتَوَفِّیْکَ کا وعدہ پورا نہیں ہوا تو پھر اگلے تین وعدے بھی پورے نہیں ہوئے اور ایسا خیال اللہ تعالیٰ کی منشاء کی مخالفت اور ایک نبی کی شان میں گستاخی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ ان کے نزدیک مُتَوَفِّیْکَ کا مطلب مُمِیْتُکَ ہے۔ یعنی مَیں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی اَور صحابی سے کوئی ایسی روایت بیان نہیں کی جس سے کہ متوفّیک کے کوئی اَور معنے نکلتے ہوں اور نہ ہی اِمام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی ایسی روایت بیان کی، گویا سب صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین نے مُتَوَفِّیْکَ کے معنوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی پیروی کی ہے۔ دلیل وہی ہے جو اُوپر بیان ہوئی ہے کہ کسی ایک سے بھی اس کے خلاف مروی نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلویؒ نے اپنی تالیف رسالہ الفوز الکبیر و فتح الخبیر میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال سے قرآن کی تفسیر ہے مُتَوَفِّیْکَ کا مطلب مُمِیْتُکَ بیان فرمایا اس کے سوا اور کچھ بیان نہیں فرمایا۔ طبرانی اور مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی اپنے سے پہلے نبی کی نصف عمر پاتا ہے اور جبریل نے مجھے بتایا ہے کہ عیسیٰ ایک سو بیس سال زندہ رہے ہیں پس میں خیال کرتا ہوں کہ ساٹھ سال کے سر پر میں اس جہان سے رحلت کر جاؤں گا۔ مصنف مجمع البحار نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بیان کیا ہے کہ وَقَالَ مَالِکٌ مَاتَ کہ امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مدارج السالکین میں یہ حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر موسیٰؑ و عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو اُنہیں میری اتباع کے سوا کچھ چارہ نہ رہتا۔ سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کیساتھ دوسرے آسمان پر دیکھا۔ پس اگر حضرت عیسیٰ زندہ ہوتے تو اُنہیں فوت شدہ روح کیساتھ دیکھنے کا کیا مطلب؟ امام ابن حزم جنکی جلالت شان محتاج بیان نہیں وفاتِ مسیح کے قائل ہیں۔ فاضل و محدث و مفسر ابن تیمیہ وفات مسیح کے قائل ہیں۔ ایسا ہی رئیس المتصوفین شیخ محی الدین ابن العربی بھی وفات مسیح کے قائل ہیں۔

مسلمانوں کے حیاتِ مسیح کے عقیدہ نے عیسائی پادریوں کو اسلام پر یلغار کا پورا پورا موقع دیا۔ عیسائی پادری مسلمانوں کو برملا یہ چیلنج کرتے تھے کہ بتاؤ کون افضل ہے عیسیٰؑ جو دو ہزار برس سے زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور دُنیا کی اصلاح کیلئے آنے والے ہیں یا محمدؐ جو فوت ہو کر زمین میں مدفون ہے؟ مسلمان علماء کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اس غیر اسلامی عقیدہ نے اسلام کو بہت گہرا زخم پہنچایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

حیاتِ عیسیٰؑ کے عقیدہ کی غلطی اسلام کو نگلنا چاہتی ہے

حضرت عیسیٰ کی حیات اوائل میں تو صرف ایک غلطی کا رنگ رکھتی تھی مگر آج یہ غلطی ایک اژدھا بن گئی ہے جو اسلام کو نگلنا چاہتی ہے۔ ابتدائی زمانہ میں اس غلطی سے کسی گزند کا اندیشہ نہ تھا اور وہ غلطی ہی کے رنگ میں تھی مگر جب سے عیسائیت کا خروج ہوا اور انہوں نے مسیح کی زندگی کو ان کی خدائی کی ایک بڑی زبردست دلیل قرار دیا تو یہ خطرناک امر ہو گیا۔ (احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے رُوحانی خزائن جلد 20 صفحہ 465)

یہ عقیدہ اسلام کیلئے بے شمار فتنے کا باعث

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

غضب کی بات ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ تو اپنی پاک کلام میں حضرت مسیحؑ کی وفات ظاہر کرے اور یہ لوگ اب تک اس کو زندہ سمجھ کر ہزارہا اور بیشمار فتنے اسلام کیلئے برپا کر دیں اور مسیح کو آسمان کا حیّ و قَیُّوْم اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کا مردہ ٹھہراویں۔ (آئینہ کمالات اسلام رُوحانی خزائن جلد 5 صفحہ 42)

صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پُرزور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب کر دو یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی رُوئے زمین سے صف لپیٹ دوگے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اَے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دوگے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقاتِ عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پُرزور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کر دوگے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دوگے تو اُس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو اُن کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اَور دوسری تمام بحثیں اُن کے ساتھ عبث ہیں۔ اُنکے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ (ازالہ اوہام رُوحانی خزائن جلد 3 صفحہ 402)

اسلام کی زندگی عیسیٰؑ کے مرنے میں ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود آنیوالا تھا وہ مَیں ہی ہوں۔ اور یہ بھی پکّی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسیٰؑ کے مرنے میں ہے۔ (لیکچر لدھیانہ رُوحانی خزائن جلد 20 صفحہ 290)

اب ہم تَوَفِّیْ کے متعلق اختصار کے ساتھ کچھ عرض کرتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ توفّی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہٖ ہو ہمیشہ اُس جگہ توفّی کے معنے مارنے اور رُوح قبض کرنے کے آتے ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ رُ.خ.جِ 17 صفحہ 162) آپؑ نے فرمایا : قرآن کریم نے نہ ایک بار نہ دو بار بلکہ پچیس بار فرما دیا کہ توفّی کے لفظ سے صرف قبض روح مراد ہے جسم سے کچھ غرض نہیں۔ (ازالہ اوہام رُ.خ.جِ 3 صفحہ 392) آپؑ فرماتے ہیں : جس لفظ کو خدا تعالیٰ نے پچیس مرتبہ اپنی کتاب قرآن کریم میں بیان کر کے صاف طور پر کھول دیا کہ اس کے معنی روح کا قبض کرنا ہے نہ اور کچھ، اب تک یہ لوگ اس لفظ کے معنی مسیحؑ کے حق میں کچھ اور کے اور کر جاتے ہیں گویا تمام جہان کیلئے توفّی کے معنی تو قبض روح ہی ہیں مگر حضرت ابن مریم کے لئے زندہ اٹھا لینا اس کے معنی ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام رُ.خ.جِ 5 صفحہ 43)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اس جگہ اس بات پر ضد کرنا بے فائدہ ہے کہ توفّی کے معنے مارنا نہیں کیونکہ اس بات پر تمام ائمہ لغتِ عرب اتفاق رکھتے ہیں کہ جب ایک عَلَم پر یعنی کسی شخص کا نام لیکر توفّی کا لفظ اُس پر استعمال کیا جائے مثلاً کہا جائے تَوَفَّی اللّٰہُ زَیْدًا تو اسکے یہی معنے ہونگے کہ خدا نے زید کو مار دیا۔ اسی وجہ سے ائمہ لغت ایسے موقع پر دوسرے معنے لکھتے ہی نہیں صرف وفات دینا لکھتے ہیں۔ چنانچہ لسان العرب میں ہمارے بیان کے مطابق یہ فقرہ ہے تُوُفِّیَ فُلَانٌ وَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ اِذَا قَبَضَ نَفْسَہٗ وَ فِی الصِّحَاحِ اِذَا قَبَضَ رُوْحَہٗ یعنی جب یہ بولا جائیگا کہ تُوُفِّیَ فُلَانٌ یا یہ کہا جائے گا تَوَفَّاہُ اللّٰہُ تو اسکے صرف یہی معنے ہونگے کہ فلاں شخص مر گیا اور خدا نے اُسکو مار دیا...... اور میں نے جہاں تک ممکن تھا صحاح ستّہ اور دوسری احادیث نبویہ پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اور صحابہؓ کے کلام اور تابعین کے کلام اور تبع تابعین کے کلام میں کوئی ایک نظیر بھی ایسی نہیں پائی جاتی جس سے یہ ثابت ہو کہ کسی عَلَم پر توفّی کا لفظ آیا ہو یعنی کسی شخص کا نام لیکر توفّی کا لفظ اسکی نسبت استعمال کیا گیا ہو اور خدا فاعل اور وہ شخص مفعول بہٖ ٹھہرایا گیا ہو اور ایسی صورت میں اس فقرہ کے معنے بجز وفات دینے کے کوئی اور کئے گئے ہوں بلکہ ہر ایک مقام میں جب نام لیکر کسی شخص کی نسبت توفّی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس جگہ خدا فاعل اور وہ شخص مفعول بہٖ ہے جسکا نام لیا گیا ہے تو اس سے یہی معنے مراد لئے گئے ہیں

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مَیں تمہارے بارے میں محتاجی سے نہیں ڈرتا بلکہ مَیں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے اور پھر تم بڑھ چڑھ کر حرص کرنے لگ جاؤ (الحدیث)

حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے مسلمانوں کے دارارقم میں پناہ گزیں ہونے سے پیشتر نویں نمبر پر اسلام قبول کیا

دس ہجری، حجۃ الوداع کے موقعے پر حضرت ابوعبیدہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کی اطاعت کی کیفیت سنی تو فرمایا رَحِمَہُ اللّٰہُ اَبَا عُبَیْدَۃ کہ ابوعبیدہ پر اللہ کی رحمت ہو کہ اس نے یہ اطاعت کا معیار قائم کیا

امین الامّت، عشرہ مبشرہ کی بشارت پانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی

حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

ہم تو پہلے بھی ان تکلیفوں سے گزرتے رہے ہیں، اب بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی مدد سے گزر جائیں گے لیکن اگر یہ (مخالفین) باز نہ آئے تو ان کی تباہی یقینی ہے

مخالفینِ احمدیت کو انتباہ اور پاکستانی احمدیوں کو اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے اور دعائیں کرنے کی تلقین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں ضرور تمہارے ساتھ ایک ایسے امین شخص کو بھیجوں گا جو اس کا حق ادا کرنے والا ہے
اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، یہ اس امت کا امین ہے

حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ نے خود کے ان دو حلقوں میں سے ایک کو اپنے دانت سے پکڑا اور اتنے زور سے کھینچا
اتنے مضبوطی سے وہ اندر گڑ گئے تھے کہ جب کھینچ کر نکالا تو آپؓ کمر کے بل زمین پر گر گئے اور آپؓ کا سامنے کا ایک دانت ٹوٹ گیا
پھر آپؓ نے دوسرے حلقے کو بھی دانتوں سے پکڑ کر زور سے کھینچ کر باہر نکالا کہ آپؓ کا سامنے کا دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا

دیکھو! جب تم دشمن پر غلبہ پاؤ تو کسی بچے، بوڑھے اور عورت کو قتل نہ کرنا، کسی جانور کو ہلاک نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، معاہدہ کر کے اسے خود نہ توڑنا

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2/اکتوبر 2020ء بمطابق 2/اخاء 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

بدری صحابہ کے ذکر میں جن صحابی کا ذکر ہوگا وہ ہیں حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ۔ حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کا نام عامر بن عبداللہ تھا اور ان کے والد کا نام عبداللہ بن جرّاح تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ اپنی کنیت کی وجہ سے زیادہ مشہور ہیں جبکہ آپؓ کے نسب کو آپؓ کے دادا جرّاح سے جوڑا جاتا ہے۔ آپؓ کی والدہ کا نام اُمَیمہ بنتِ غَنْم تھا اور آپؓ کا تعلق قبیلہ قریش کے خاندان بنُو حارِث بن فِہر سے تھا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، جزء ثالث، صفحہ 475، عامر بن عبداللہ، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 2005ء)

حضرت ابوعُبَیدہؓ کا یہ حلیہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا قد لمبا تھا، جسم نحیف تھا، دبلے پتلے تھے اور چہرے پر کم گوشت تھا۔ سامنے کے دو دانت غزوۂ احد کے موقعے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار میں پھنسے ہوئے خود کے حلقوں کو نکالتے ہوئے ٹوٹ گئے تھے۔ آپؓ کی داڑھی زیادہ گھنی نہ تھی اور آپؓ خضاب کا استعمال کیا کرتے تھے۔ (ماخوذ از سیر الصحابہ، جلد دوم، صفحہ 135، حضرت ابوعبیدہ بن الجرّاح، دارالاشاعت اردو بازار کراچی)

حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ نے متعدد شادیاں کی تھیں مگر ان میں صرف دو بیویوں سے اولاد ہوئی۔ آپؓ کے دو بیٹے تھے ایک کا نام یزید اور دوسرے کا نام عُمَیر تھا۔

(ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد 2، صفحہ 41)

حضرت ابوعبیدہؓ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جنت کی بشارت دی تھی، جن کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، جلد ثالث، صفحہ 22، عامر بن عبداللہ، دارالفکر بیروت، 2003ء)

حضرت ابوعبیدہؓ کا شمار قریش کے باوقار، بااخلاق اور باحیا لوگوں میں ہوتا تھا۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، جزء ثالث، صفحہ 477، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 2005ء)

حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا۔ اس وقت مسلمان ابھی دارِارقم میں پناہ گزیں نہیں ہوئے تھے اس سے پہلے کی بات ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کا اسلام لانے میں نواں نمبر ہے۔

(عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 798، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء) (ماخوذ از سیر الصحابہ، جلد 2، صفحہ 124، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امّت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امّت کے امین ابوعبیدہ بن جرّاحؓ ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب ابی عبیدہ بن الجرّاحؓ، حدیث نمبر 3744)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات کے مطابق نجران کے لوگ جبکہ صحیح مسلم کی ایک اَور روایت کے مطابق یمن کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو ہمیں دین سکھائے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کسی امین شخص کو بھیجیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں ضرور تمہارے ساتھ ایک ایسے امین شخص کو بھیجوں گا جو اس کا حق ادا کرنے والا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔ یہ اس امّت کا امین ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب ابی عبیدہ بن الجرّاحؓ، حدیث نمبر 3745)
(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل ابی عبیدہ بن الجرّاحؓ، حدیث نمبر 2419-2420)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، ابوعبیدہ بن جرّاحؓ، اُسید بن حضیرؓ، ثابت بن قَیس بن شَمّاسؓ، مُعاذ بن جَبَلؓ اور مُعاذ بن عَمرو بن جَمُوحؓ کتنے اچھے انسان ہیں۔ (جامع ترمذی ابواب المناقب باب مناقب معاذ بن جبل و زید بن ثابتؓ ......، حدیث نمبر 3795) یعنی آپؐ نے ایک مرتبہ ان کی تعریف فرمائی۔ ایک مجلس میں ان کا ذکر ہوا ہوگا جس کی مثال حضرت ابوہریرہؓ بیان کر رہے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد کسی کو جانشین بناتے تو کسے بناتے؟ اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ کو۔ لوگوں نے پوچھا اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد کسے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت عمرؓ کو۔ لوگوں نے پوچھا حضرت عمرؓ کے بعد کسے؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کو۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل ابی بکر الصدیقؓ، حدیث نمبر 2385)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن شَقِیق نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ۔ اس نے پوچھا کہ حضرت ابوبکرؓ کے بعد کون؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت عمرؓ۔ اس نے پوچھا کہ حضرت عمرؓ کے بعد کون؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت ابوعُبیدہ بن جرّاحؓ۔ پھر اس نے پوچھا اس کے بعد کون؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عائشہؓ خاموش رہیں۔

(جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیقؓ، حدیث نمبر 3657)

''سیرت خاتم النبیینؐ'' میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''حضرت عائشہؓ کی نظر میں ابوعبیدہؓ کی اتنی قدر و منزلت تھی کہ وہ کہا کرتی تھیں کہ اگر حضرت عمرؓ کی وفات پر ابوعبیدہؓ زندہ ہوتے تو وہی خلیفہ ہوتے۔'' (سیرت خاتم النبیین از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 123)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ اگر آج حضرت ابوعبیدہؓ زندہ ہوتے تو میں انہیں خلیفہ نامزد کرتا اور اگر میرا رب مجھ سے اس بارے میں پوچھتا کہ تم نے اسے کیوں نامزد کیا ہے تو مَیں عرض کرتا کہ مَیں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ابوعبیدہؓ اس امّت کا امین ہے۔ اس لیے اسے جانشین بنایا ہے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء ثالث، صفحہ 315، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 2012ء)

جب حضرت ابوعبیدہؓ ایمان لائے تو ان کے والد نے ان کو بہت تکالیف پہنچائیں۔ آپؓ ہجرت حبشہ میں بھی شریک تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ مدینہ ہجرت کر کے آئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انہیں دیکھ کر تمتما اٹھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر معانقہ کیا اور آپؓ نے حضرت کلثوم بن ہِدمؓ کے گھر قیام کیا۔ امّ کلثوم نہیں بلکہ حضرت کلثوم بن ھِدمؓ کے گھر قیام کیا۔ (ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد 2، صفحہ 11-12) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء ثالث، صفحہ 313، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2012ء)

حضرت ابوعبیدہؓ کی مؤاخات کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ بعض کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہؓ کی مؤاخات حضرت ابوحذیفہؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالمؓ کے ساتھ فرمائی۔ بعض کے نزدیک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی مؤاخات حضرت محمد بن مسلمہؓ کے ساتھ قائم فرمائی اور بعض کے نزدیک آپؓ کی مؤاخات حضرت سعد بن معاذؓ کے ساتھ قائم فرمائی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء ثالث، صفحہ 313، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2012ء) (الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جزء ثالث، صفحہ 476، عامر بن عبداللہ، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 2005ء)

حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ نے غزوۂ بدر، احد اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء ثالث، صفحہ 313، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1990ء)

غزوۂ بدر کے وقت حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کی عمر 41 سال تھی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء ثالث، صفحہ 316، ابوعبیدہ بن جرّاح، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 2012ء)

غزوۂ بدر کے روز حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ مسلمانوں کی طرف سے میدانِ جنگ میں آئے اور آپؓ کا باپ عبداللہ کفار کی طرف سے میدان میں آیا۔ باپ بیٹا آمنے سامنے ہوئے۔ باپ نے جنگ کے دوران بیٹے کو نشانہ بنانا چاہا مگر حضرت ابوعبیدہؓ طرح دیتے رہے، ایک طرف نکلتے رہے، بچتے رہے مگر باپ نے پیچھا نہ چھوڑا۔ باپ کی کوشش تھی کہ آپ کو کسی طرح مار دے۔ آپؓ کو بھی موقع تھا، آپؓ بھی یہ کر سکتے تھے لیکن آپؓ یہی کوشش کرتے رہے کہ باپ سے بچتے رہیں۔ نہ اس کو ماریں اور خود بھی بچے رہیں۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ نے دیکھا کہ باپ پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہا تو جذبہ توحید نسبی تعلق پر غالب آیا۔ پھر رشتہ داری کوئی چیز نہیں رہی۔ جب آپؓ نے دیکھا کہ اب تو یہ پکا ارادہ کیے بیٹھا ہے کہ مجھے مارنا ہے اور صرف اس لیے مارنا ہے کہ مَیں توحید پر ایمان لے آیا ہوں اور لکھا ہے کہ جذبہ توحید نسبی تعلق پر غالب آیا اور جب یہ ہو گیا، جب دیکھا کہ پیچھا نہیں چھوڑ رہا تو پھر عبداللہ جو اُن کا باپ تھا اپنے ہی بیٹے حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ آخر اُس کو پھر مجبوراً اِن کو مارنا پڑا۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ، جلد 2، صفحہ 124، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

غزوۂ احد کے دن عبداللہ بن قَمِئَہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زور سے پتھر مارا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہو گئے۔ اس پر اس نے نعرہ مارا کہ یہ لو کہ مَیں ابنِ قَمِئَہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرۂ مبارک سے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا اللہ تجھے رسوا کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ایسا ہوا کہ اللہ نے اس پر ایک پہاڑی بکرا مسلط کر دیا جس نے اسے مسلسل سینگ مارے یہاں تک کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، جزء ثامن، صفحہ 154 حدیث 7596، مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ، 1994ء)

اس واقعے کے بارے میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر پتھر مارا گیا تو وہ اتنے زور سے لگا کہ آپؐ کے خَود کے دو حلقے ٹوٹ کر، اسکی کڑیاں جو تھیں وہ ٹوٹ کر آپؐ کے چہرۂ مبارک میں پیوست ہو گئیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ مَیں دوڑتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا تو مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص اتنی تیزی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھ رہا تھا گویا کہ اُڑ کر آ رہا ہو۔ اس پر مَیں نے دعا کی کہ اے اللہ! اس شخص کو خوشی کا موجب بنا۔ یعنی یہ جو دوڑا جا رہا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی، ہمارے لیے بھی خوشی کا موجب بنے۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو مَیں نے دیکھا کہ وہ ابوعبیدہ بن جرّاحؓ تھے جو مجھ سے سبقت لے گئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: اے ابوبکرؓ! مَیں آپؓ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارِ مبارک سے ان حلقوں کو نکالنے دیں یعنی وہ جو خَود کے اندر جبڑے میں چبھ گئے تھے ان کو نکالنے دیں۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے انہیں ایسا کرنے دیا۔ پس حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ نے خَود کے ان دو حلقوں میں سے ایک کو اپنے دانت سے پکڑا اور اتنے زور سے کھینچا۔ اتنے مضبوطی سے وہ اندر گڑھ گئے تھے کہ جب کھینچ کر نکالا تو آپؓ کمر کے بل زمین پر گر گئے اور آپؓ کا سامنے کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ پھر آپؓ نے دوسرے حلقے کو بھی دانتوں سے پکڑ کر زور سے کھینچ کر باہر نکالا کہ آپؓ کا سامنے کا دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ غزوۂ احد کے موقعے پر جب لوگ منتشر ہو گئے تھے تو حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثابت قدم موجود رہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء ثالث، صفحہ 313، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1990ء)

ذوالقعدہ چھ ہجری میں صلح حدیبیہ کے موقعے پر جب صلح نامہ لکھا گیا تو اس معاہدے کی دو نقلیں تیار کی گئیں اور بطور گواہ کے فریقین کے متعدد معززین نے ان پر اپنے دستخط کیے۔ مسلمانوں کی طرف سے دستخط کرنے والوں میں سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ تھے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیین از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے، صفحہ 769)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کو کئی سرایا، سریہ کی جمع سرایا مطلب ہے جنگوں میں بھجوایا تھا۔ جو expeditions ہوتی ہیں ان میں بھجوایا تھا۔

ذوالقَصَّہ کی طرف سریہ۔ یہ سریہ ربیع الآخر چھ ہجری میں بھجوایا گیا تھا۔ اس کے بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے اپنی تصنیف ''سیرت خاتم النبیین'' میں لکھتے ہیں کہ ربیع الآخر کے مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ کو ذوالقصہ کی طرف روانہ فرمایا جو مدینہ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر تھا جہاں ان ایام میں بنوثَعلَبہ آباد تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ اور ان کے دس ساتھی رات کے وقت وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اس قبیلہ کے سو نوجوان جنگ کیلئے تیار بیٹھے ہیں۔ صحابہ کی جماعت سے یہ پارٹی تعداد میں دس گنا زیادہ تھی۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے فوراً اس لشکر کے سامنے صف آرائی کر لی۔ اگر جنگ کی نیت سے گئے ہوتے تو اتنی تھوڑی تعداد میں نہ ہوتے۔ اور فریقین کے درمیان رات کی تاریکی میں خوب تیراندازی ہوئی۔ اس کے بعد کفار نے صحابہ کی مٹھی بھر جماعت پر دھاوا بول دیا اور چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی ایک آن کی آن میں یہ دس فدائیان اسلام خاک پر تھے۔ یعنی شہید ہو گئے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ کے ساتھی تو سب شہید ہو گئے مگر خود حضرت محمد بن مسلمہؓ بچ گئے کیونکہ کفار نے انہیں دوسروں کی طرح مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور ان کے کپڑے وغیرہ اتار کر لے گئے۔ غالباً حضرت محمد بن مسلمہؓ بھی وہاں پڑے پڑے فوت ہو جاتے مگر حسنِ اتفاق سے ایک اَور مسلمان کا وہاں سے گزر ہوا اور اس نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو پہچان کر انہیں اُٹھا کر مدینہ پہنچا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان حالات کا علم ہوا تو آپؐ نے حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کو جو قریش میں سے تھے اور کبار صحابہ میں شمار ہوتے تھے حضرت محمد بن مسلمہؓ کے انتقام کیلئے ذوالقصہ کی طرف روانہ فرمایا اور چونکہ اس عرصہ میں یہ بھی اطلاع موصول ہو چکی تھی کہ قبیلہ بنوثعلبہ کے لوگ مدینہ کے مضافات پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں اس لیے آپؐ نے حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کی کمان میں چالیس مستعد صحابہ کی جماعت بھجوائی اور حکم دیا کہ راتوں رات سفر کر کے صبح کے وقت وہاں پہنچ جائیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ نے تعمیلِ ارشاد میں یلغار کر کے عین صبح کی نماز کے وقت انہیں جا دبایا اور وہ اس اچانک حملہ سے گھبرا کر تھوڑے سے مقابلہ کے بعد بھاگ نکلے اور قریب کی پہاڑیوں میں غائب ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ نے مالِ غنیمت پر قبضہ کیا اور مدینہ کی طرف واپس لَوٹ آئے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 668)

یہ حملہ ظلم کا بدلہ لینے کیلئے یا سزا دینے کیلئے کیا گیا تھا۔

دوسری جو ایک جنگ تھی اس کا نام ذات السلاسل تھا۔ اس سریہ کو ذات السلاسل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ دشمنوں نے اس خوف سے آپس میں ایک دوسرے کو زنجیروں سے باندھ لیا تھا کہ وہ اکٹھے ہو کر لڑ سکیں اور کوئی بھاگ نہ سکے۔ ایک صف بنا کر لڑ سکیں یا جس طرح بھی صفیں بنی تھیں اکٹھے اکٹھے رہیں۔ اسکی ایک اَور وجہ بھی ملتی ہے کہ اس جگہ پر ایک چشمہ تھا جس کا نام اَلسَّلسَل تھا۔ بعض کے نزدیک آٹھ ہجری اور بعض کے نزدیک سات ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قبیلہ بنوقُضَاعَہ کے لوگ مدینے پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو تین سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا جن کے ہمراہ تیس گھوڑے تھے۔ یہ جگہ مدینے سے دس دن کی مسافت پر تھی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے بنو قُضَاعَہ کے علاقے میں پہنچ کر وہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لیے کمک بھیجی جائے، مزید فوج بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام ملتے ہی دو سو مہاجرین اور انصار کی جماعت حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کی قیادت میں مدد کیلئے روانہ فرما دی اور ہدایت فرمائی کہ عمرو کے ساتھ جا کر ملیں اور اختلاف نہ کریں۔ یعنی جو بھی فیصلہ کرنا ہے ایک ہو کے کیا جائے۔ جب یہ فوج حضرت عمرو بن عاصؓ کی فوج سے مل گئی تو تمام لشکر کی امارت کا سوال پیدا ہوا۔ حضرت ابوعبیدہؓ اگرچہ اپنے مرتبہ کے لحاظ سے امارت کے مستحق تھے

مگر جب حضرت عمرو بن عاصؓ نے اصرار کیا کہ مَیں ہی ساری فوج کی قیادت کروں گا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے خوش دلی سے ان کی قیادت قبول کر لی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی تھا کہ اختلاف نہیں کرنا اور ان کی زیرِ امارت نہایت بہادری سے دشمنوں کے خلاف لڑائی لڑے یہاں تک کہ دشمن کو شکست ہو گئی۔ جب کامیابی کے بعد مدینہ واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کی اطاعت کی کیفیت سنی تو فرمایا رَحِمَہُ اللّٰہُ اَبَا عُبَیْدَہ کہ ابوعبیدہ پر اللہ کی رحمت ہو کہ اس نے یہ اطاعت کا معیار قائم کیا۔

(ماخوذ از رحمت دارین کے سوشیدائی از طالب ہاشمی، صفحہ 33، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2003ء)

(شرح زرقانی، جلد 2، صفحہ 357 تا 360، سریہ ذات السلاسل، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1996ء)

پھر ہے سریہ سِیْفُ الْبَحْر۔ یہ وہ ساری جنگیں ہیں جن کی فوجوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں ہوتے تھے۔ یہ سریہ ہیں۔ یہ سریہ آٹھ ہجری میں ساحل سمندر کی طرف روانہ ہوا جہاں بنو جُھَیْنَہ کا ایک قبیلہ آباد تھا۔ اس سریہ کو جَیْشُ الْخَبَط بھی کہا جاتا ہے۔ اس نام کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ خوراک کی کمی کے باعث صحابہ ایسے درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہو گئے جنہیں خَبَطْ کہا جاتا تھا۔ خَبَطْ کے ایک معنی پتے جھاڑنے کے بھی ہے۔ اس سریہ کا ذکر صحیح بخاری میں ہے اور وہ اس طرح بیان ہوا ہے۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھیجا۔ ہم تین سو سوار تھے۔ ہمارے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ تھے۔ قریش کے تجارتی قافلے کی نگرانی میں بیٹھ گئے۔ یہاں کوئی جنگ کا ارادہ نہیں تھا۔ قریش کے قافلے کی نگرانی کرنی تھی۔ سمندر کے کنارے ہم آدھا مہینہ ٹھہرے رہے اور ہمیں سخت بھوک لگی۔ یہاں تک کہ ہم نے پتے بھی کھائے۔ بعض مواقع پر جب سریہ میں جاتے تھے تو ان میں جنگوں کی نیت سے نہیں جاتے تھے بلکہ اَور مقصد ہوتے تھے اور بعض دفعہ پھر جنگوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا تھا اس لیے دونوں لحاظ سے یہ سریہ ایسی مہم کہلاتے ہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شریک نہیں تھے۔ بہرحال کہتے ہیں یہاں تک کہ ہم نے پتے بھی کھائے۔ اس لیے اس فوج کا نام جیش الخبط رکھا گیا۔ اس اثنا میں سمندر نے ہمارے لیے ایک جانور جس کو عنبر کہتے ہیں پھینک دیا یعنی سمندر سے ایک جانور مر کے باہر آیا یا ویسے ہی باہر آیا اور خشکی میں آکر وہ پانی کے بغیر رہ نہیں سکا تو مر گیا۔ بہرحال کہتے ہیں سمندر سے ایک جانور آیا۔ وہ مچھلی ہی تھی، بہت بڑی مچھلی۔ ہم اس کا گوشت آدھا مہینہ کھاتے رہے اور اس کی چربی بدن پر ملا کرتے تھے یہاں تک کہ ہمارے جسم پھر ویسے کے ویسے تازہ ہو گئے جیسے پہلے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اور اس کو کھڑا کیا اور سب سے لمبا شخص جو اُن کے ساتھ تھا اس کو لیا اور سفیان بن عُیَیْنَہ نے اپنی روایت میں یوں کہا کہ ایک بار انہوں نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی، اس کو کھڑا کیا پھر ایک آدمی بمع اونٹ کے لیا جو اس کے نیچے سے گزر گیا۔ حضرت جابرؓ نے یہ بھی کہا کہ لشکر میں ایک شخص تھا جس نے لوگوں کے کھانے کے لیے تین دن تین تین اونٹ ذبح کیے۔ پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کو روک دیا۔ اور عمرو بن دِینار کہتے تھے کہ ابوصالح ذَکْوَان نے ہمیں بتایا کہ قَیْس بن سعد نے اپنے باپ سے کہا میں بھی اسی فوج میں تھا اور ان کو بھوک لگی تو حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا اونٹ ذبح کر لو۔ میں نے اونٹ ذبح کر لیا۔ کہتے تھے پھر ان کو بھوک لگی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا اونٹ ذبح کر لو۔ میں نے اونٹ ذبح کر لیا۔ کہتے پھر ان کو بھوک لگی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا اونٹ ذبح کر لو۔ سواریوں والے جو اونٹ تھے اور ساتھ لے کے گئے تھے۔ ان پر سامان بھی کچھ ہو گا اب ایسے حالات آ گئے کہ انہی کو ذبح کر کے کھا رہے تھے۔ کہتے ہیں مَیں نے اونٹ ذبح کر لیا۔ قیس کہتے تھے پھر ان کو بھوک لگی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کہ اونٹ ذبح کر لو۔ کہتے تھے اس کے بعد پھر مجھے روک دیا گیا کہ اب اونٹ نہیں ذبح کرنے۔

دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جَیْشُ الْخَبَط کے ساتھ حملے میں ہم نکلے اور حضرت ابوعبیدہؓ کو امیر بنایا گیا تھا۔ ہمیں سخت بھوک لگی اور سمندر نے ایک مردہ مچھلی پھینک دی۔ زندہ نہیں آئی تھی بلکہ مردہ ہی آئی تھی اور ہم نے ایسی مچھلی کبھی نہیں دیکھی تھی۔ بڑی مچھلی تھی۔ جس طرح اس کا حلیہ بیان کیا جاتا ہے یہ وہیل مچھلی ہو گی۔ اسے عنبر کہتے ہیں۔ ہم اس کا گوشت آدھا مہینہ کھاتے رہے۔ پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی لی اور سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ ابن جُرَیج نے کہا: ابوزبیر نے مجھے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے حضرت جابرؓ سے سنا ہے۔ کہتے تھے کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کھاؤ۔ مچھلی کو کھاؤ۔ بے شک یہ مردہ ہے لیکن کھاؤ کوئی ہرج نہیں۔ جب ہم مدینہ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے اس کا ذکر کیا کہ اس طرح ایک مردہ مچھلی آئی تھی اور ہم اس کو کھاتے رہے، ضرورت تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو رزق اللہ تعالیٰ نے نکالا ہوا سے تم کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری حالت دیکھ کر تمہیں بھیجا تھا۔ اسے تم نے کھایا تو کوئی ہرج نہیں۔ اور اگر کچھ ہے، اگر اپنے ساتھ کچھ لائے ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ ان میں سے کسی نے آپؐ کو ایک حصہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کھایا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ سیف البحر، حدیث 4361-4362) واپسی پر اس کا بچا ہوا گوشت کچھ لے بھی آئے تھے، وہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نوش فرمایا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ اس سریہ سِیْفُ البحر کے ضمن میں اپنی شرح میں لکھتے ہیں سِیف البحر یعنی وہی جس کو خبط بھی کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا غزوہ ان غزوات میں سے ہے جن میں کسی سے جنگ کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ اس غزوہ میں شامل لوگ قافلہ تجارت کی حفاظت کی غرض سے بھیجے گئے تھے۔ یہ مہم بقول ابن سعد تین سو مہاجر و انصار پر مشتمل تھی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ اس کے امیر تھے اور غزوہ سِیف البحر کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں بحیرہ قلزم کے قریب کاروان چلتے تھے تو کاروانی راستہ کے قریب بحیرہ قلزم کے کنارے حفاظتی چوکی قائم کی گئی تھی۔ قافلوں کا جو رستہ چلتا تھا ان کے قریب بحیرہ قلزم کے کنارے ایک حفاظتی چوکی قائم کی گئی تھی اس لیے غزوۂ سیف البحر سے موسوم ہے۔ یہ فوج بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہاں ایک چوکی قائم کی جائے جو حفاظت کی غرض سے ہو اور آگے پتہ لگے گا کہ حفاظت کس کی کرنی تھی۔ سِیْف کے معنی ساحل کے ہیں۔ ابنِ سعد نے سریۃ الخَبَط کے عنوان سے اس کا مختصر ذکر کیا ہے۔ خَبَط کے معنی ہیں درخت کے پتے۔ زادِ راہ ختم ہونے کی وجہ سے مجاہدین کو پتے کھانے پڑے تھے۔ ابن سعد نے تاریخ وقوع رجب آٹھ ہجری بتائی ہے اور یہ زمانہ ھُدنہ یعنی صلح حدیبیہ کا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دور اندیشی سے کام لیا اور بطور احتیاط مذکورہ بالا حفاظتی دستہ علاقہ سِیف البحر میں بھیجا تھا۔ جو چوکی قائم کروائی گئی تھی وہاں حفاظتی دستہ کے طور پہ بھیجا تا شام سے آنے والے قریشی قافلے سے تعرض نہ ہو، شام سے جو قریش کا تجارتی قافلہ آ رہا تھا اس سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ ہو اور قریش کے ہاتھ میں نقض معاہدہ کا کوئی بہانہ نہ مل جائے۔ صلح حدیبیہ ہو چکی تھی۔ اب یہ تھا کہ یہ نہ ہو وہاں کوئی ان کو چھیڑ دے اور قریش بہانہ بنا دیں کہ دیکھو مسلمانوں نے ہم پر حملہ کیا اس لیے حدیبیہ کا معاہدہ ختم ہو گیا۔ تو اس لیے آپؐ نے وہ بھیجا تھا۔ وہاں چوکی قائم کر دی تا کہ قریش کے اس قافلے کی حفاظت کرے اور کوئی بہانہ نہ ملے۔ پھر لکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا جگہ بقول ابنِ سعد مدینہ سے پانچ دن کی مسافت پر ہے۔ (ماخوذ از صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ سیف البحر، جلد 9، صفحہ 239، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پس یہ جنگ کیلئے نہیں تھا بلکہ کافروں کی حفاظت کیلئے بھیجا گیا تھا جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا اور یہ ہے امن کے قیام کی کوشش کہ جب وہاں معاہدہ ہو گیا تو دشمن کی حفاظت کے بھی سامان کیے جائیں تا کہ معاہدہ توڑنے کا کسی قسم کا بہانہ کفار کے ہاتھ نہ آئے لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے کام کرنا تھا۔ معاہدہ اگر ٹوٹا تو کفار کی طرف سے توڑا گیا اور پھر وہ فتح مکہ پر منتج ہوا۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ مکہ میں داخل ہو گئے۔ حضرت زبیرؓ کو لشکر کے ایک پہلو پر اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو لشکر کے دوسرے پہلو پر مقرر فرمایا اور حضرت ابوعبیدہؓ کو پیادہ لوگوں اور وادی کے نشیب کا سردار بنا دیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب فتح مکہ، حدیث 1780)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے جزیہ کی شرط پر صلح کی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حَضْرَمِیؓ کو امیر مقرر فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہؓ کو وہاں جزیہ لینے کیلئے بھیجا۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ جزیہ لے کر واپس آئے اور لوگوں کو ان کی واپسی کا علم ہوا تو صبح فجر کی نماز سب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھا کر جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو ان کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ لگتا ہے تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ابوعبیدہؓ کچھ لائے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: جی یا رسول اللہؐ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس خوش ہو جاؤ اور اس کی امید رکھو جو تمہارے لیے بہتر ہے۔ مَیں تمہارے بارے میں محتاجی سے نہیں ڈرتا بلکہ مَیں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے اور پھر تم بڑھ چڑھ کر حرص کرنے لگ جاؤ۔ (صحیح بخاری، کتاب الجزیہ والمواعدہ، باب الجزیۃ والمواعدۃ مع اہل الذمۃ والحرب، حدیث نمبر 3158) جوں جوں دنیاداری میں پڑو گے، دنیاوی آسائشیں تمہیں مہیا ہوں گی میسر آئیں گی تو حرص میں پڑ جاؤ گے اور وہ تمہیں ہلاک کر دے۔ یہ خوف ہے مجھے۔ بھوکے رہنے کا خوف کم ہے۔ یہ خوف ہے کہ دنیاداری میں پڑ کے، حرص کر کے تم کہیں اپنے آپ کو ہلاک نہ کر لو۔ پس یہ تنبیہ ہے جو ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنی چاہیے اور اس کو پیش نظر نہ رکھنے کی وجہ سے آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت جن کے پاس پیسہ آتا جن میں ہمارے لیڈر بھی شامل ہیں وہ اس لالچ میں پیش پیش ہیں۔ ان کی دنیا کی لالچ بے شمار بڑھ چکی ہے۔ خدا کا نام تو لیتے ہیں لیکن فوقیت دنیاوی مال و حشمت کو ہے۔ پس ہمیں اس لحاظ سے اپنی حالتوں کا ہمیشہ جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مال تو آئیں گے لیکن ہمیں اس مال کی وجہ سے اپنے دین کو نہیں بھول جانا چاہیے۔

دس ہجری میں حجۃ الوداع کے موقعے پر حضرت ابوعبیدہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔

(عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 801، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں میں بحث ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر لحد والی

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جائے گا اور
اس ماہ میں دعائیں کرنے والا بے مراد نہیں رہے گا

(مجمع الزوائد، کتاب الصیام، باب فی شھر البرکۃ، جلد 3، صفحہ 143)

طالبِ دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلاپالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزّت میں بڑھاتا ہے

(مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب العفو والتواضع)

طالبِ دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ہونی چاہیے یا لحد کے بغیر۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جَرّاحؓ اور حضرت ابوطلحہؓ کی طرف ایک ایک آدمی بھجوایا اور فیصلہ ہوا کہ ان میں سے جو آدمی پہلے آئے گا جو وہ بتائے گا ویسی قبر تیار کی جائے گی۔ حضرت ابوعبیدہؓ اہلِ مکہ کی طرز کے مطابق لحد کے بغیر قبر تیار کرتے تھے جبکہ حضرت ابوطلحہؓ اہلِ مدینہ کی طرز کے مطابق لحد والی قبر تیار کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ کی طرف بھیجے ہوئے آدمی کو حضرت ابوطلحہؓ مل گئے جبکہ حضرت ابو عبیدہؓ کی طرف بھیجے ہوئے آدمی کو حضرت ابوعبیدہؓ نہ ملے۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ آئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لحد والی قبر تیار کی۔

(سیرت ابن ہشام، جلد2، صفحہ 663، حفر القبر، مطبع مصطفیٰ بابی الحلبی واولادہ، مصر، 1955ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد خلافت کیلئے انصار اور مہاجرین کے درمیان جو اختلاف ہوا اس کے بارے میں صحیح بخاری میں بیان ہے۔ یہ پہلے بھی میں ایک صحابی کے ذکر میں بیان کر چکا ہوں لیکن یہاں حضرت ابوعبیدہؓ کے ذکر میں بھی بیان ہو جائے تو بہتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار حضرت سعد بن عُبَادہؓ کے گھر میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم یعنی مہاجرین میں سے ہوگا۔ ان کی طرف حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جَرّاحؓ گئے۔ حضرت عمرؓ کچھ کہنے لگے مگر حضرت ابوبکرؓ نے انہیں خاموش کروا دیا۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اس وقت صرف اس لیے بولنا چاہتا تھا کیونکہ مَیں نے ایک تقریر تیار کی تھی جو مجھے بہت پسند تھی اور مجھے ڈر تھا کہ حضرت ابوبکرؓ ویسی بات نہ کہہ سکیں گے لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے تقریر کی تو ایسی شاندار اور فصیح تقریر کی جو تمام تقاریر سے بڑھ کر تھی۔ اسی تقریر میں حضرت ابوبکرؓ نے یہ فرمایا کہ ہم یعنی مہاجرین امیر ہیں اور تم یعنی انصار وزیر ہو۔ اس پر حضرت حُبَاب بن مُنذِرؓ نے کہا ہرگز نہیں۔ بخدا ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ ایک امیر تم میں سے ہوگا اور ایک امیر ہم میں سے ہوگا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: نہیں ہم امیر ہیں اور تم وزیر ہو کیونکہ قریش حسب نسب کے لحاظ سے تم عربوں سے اعلیٰ اور قدیمی ہیں۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے دو نام پیش کیے کہ عمرؓ یا ابوعبیدہ بن جَرّاحؓ میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو، خلیفہ بنا لو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا نہیں ہم تو آپؓ کی بیعت کریں گے۔ ابوبکرؓ کو کہا کہ ہم تو آپؓ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپؓ ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سے سب سے بہتر ہیں اور ہم میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کی بیعت کی اور اس کے بعد لوگوں نے بھی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل، اصحاب النبیؐ، باب قول النبیؐ لو کنت متخذا خلیلا، حدیث نمبر 3668)

بہرحال حضرت ابوبکرؓ کی نظر میں حضرت ابوعبیدہؓ کا یہ مقام تھا کہ آپؓ کا نام خلافت کیلئے تجویز فرمایا۔ اسی طرح جس طرح پہلے حضرت عمرؓ کے حوالے سے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ اگر ابوعبیدہؓ زندہ ہوتے تو مَیں انہیں اگلے خلیفہ کیلئے نامزد کرتا کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق امین تھے۔ جب خلافت کے بارے میں بحث ہوئی تو حضرت ابوعبیدہؓ نے انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے انصار کے گروہ! تم تو وہ لوگ ہو جنہوں نے سب سے پہلے مدد کی تھی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اب تم ہی سب سے پہلے اختلاف پیدا کرنے والے ہو جاؤ۔ (ماخوذ از سیر الصحابہ از شاہ معین الدین ندوی، جلد 2، صفحہ 126-127، دار الاشاعت اردو بازار کراچی پاکستان)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو انہوں نے بیت المال کا کام حضرت ابوعبیدہؓ کے ذمے لگایا۔ 13/ہجری میں حضرت ابوبکرؓ نے آپؓ کو شام کی طرف امیرِ لشکر بنا کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ کو بطور سپہ سالار معزول فرما کر حضرت ابوعبیدہؓ کو سپہ سالار مقرر فرمایا۔

(سیر اعلام النبلاء، جلد 1، صفحہ 15، ابوعبیدہ بن الجَرّاح، مطبوعہ دار الرسالہ العالمیہ دمشق 2014ء)

فتح شام کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ 13/ہجری میں رومیوں میں کئی اطراف سے لشکر کشی کی گئی۔ ایک دستہ کے قائد حضرت یزید بن ابوسفیان تھے۔ ابوسفیان کے ایک بیٹے کا نام بھی یزید تھا، یہ پہلے فوت ہو گئے تھے، جو اردن کے مشرق کی طرف سے حملہ آور ہوئے۔ دوسرے کے حضرت شُرَحبِیل بن حَسَنَہ تھے جو بَلقاء کی طرف سے آگے بڑھے۔ تیسرے کے قائد حضرت عمرو بن عاصؓ تھے جو فلسطین کی طرف سے شام میں داخل ہوئے۔ چوتھے دستے کے قائد حضرت ابوعبیدہ بن جَرّاحؓ تھے جو حمص کی طرف بڑھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جب یہ سب ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں تو حضرت ابوعبیدہ بن جَرّاحؓ سپہ سالار رہوں گے۔ ہر لشکر چار ہزار پر مشتمل تھا جبکہ حضرت ابوعبیدہؓ کا لشکر آٹھ ہزار کا تھا۔ جب لشکر روانہ ہونے لگے تو حضرت ابوبکرؓ نے قائدین لشکر کو فرمایا دیکھو! نہ اپنے پر تنگی وارد کرنا نہ اپنے ساتھیوں پر۔ اپنی قوم اور ساتھیوں پر ناراضگی کا اظہار نہ کرنا۔ ان سے مشورے کرنا اور انصاف سے کام لینا۔ ظلم و جور سے دور رہنا کہ ظالم کبھی فلاح نہیں پاتا اور کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھتا۔ اور جب تمہاری دشمن سے مڈھ بھیڑ ہو جائے تو دشمن کو پیٹھ نہیں دکھانا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اس دن پیٹھ پھیرے گا اس پر خدا کا غضب ٹوٹے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا سوائے اس کے کہ جو لڑائی کیلئے جگہ بدلتا ہے یا اپنے ساتھیوں سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ قرآن کریم میں سورۃ انفال میں آیت سترہ میں یہ لکھا ہوا ہے۔ پھر فرمایا کہ دیکھو! جب تم دشمن پر غلبہ پاؤ تو کسی بچے، بوڑھے اور عورت کو قتل نہ کرنا، کسی جانور کو ہلاک نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، معاہدہ کر کے اسے خود نہ توڑنا۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے سب سے پہلے شام کے شہر مآب کو فتح کیا۔ وہاں کے باشندوں نے جزیہ کی شرط پر صلح کر لی۔ اسکے بعد آپؓ نے جَابِیَہ کا رخ کیا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ رومیوں کا بڑا لشکر مقابلے کیلئے تیار ہے۔ اس پر حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں مزید مدد کیلئے درخواست کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ جو اس وقت عراق کی مہم پر مامور تھے ان سے فرمایا کہ نصف لشکر حضرت مثنّٰی بن حارثؓ کی قیادت میں چھوڑ کر تم حضرت ابوعبیدہؓ کی مدد کو پہنچ جاؤ اور حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو خط لکھا کہ مَیں نے خالد کو امیر مقرر کیا ہے اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ تم اس سے بہتر اور افضل ہو۔ پورے خط کا متن یہ ہے کہ اللہ کے بندے عتیق بن ابوقُحَافہ۔ عتیق حضرت ابوبکرؓ کا اصل نام تھا اور ابوقحافہ ان کے والد کا نام تھا۔

اللہ کے بندے عتیق بن ابوقحافہ کا خط ابوعبیدہ بن جَرّاحؓ کے نام۔ تجھ پر خدا کی سلامتی ہو۔ مَیں نے شام کی فوجوں کی کمان خالد کے سپرد کی ہے۔ آپ اس کی مخالفت نہ کرنا اور سننا اور اطاعت کرنا۔ مَیں نے تمہیں اس پر والی مقرر کیا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ تم اس سے افضل ہو لیکن میرا خیال ہے کہ اس میں، خالد بن ولیدؓ میں، فنِ حرب کی صلاحیت یعنی جنگی معاملات کی صلاحیت تمہاری نسبت بہت زیادہ ہے۔ اللہ مجھے اور تمہیں صحیح راہ پر گامزن رکھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ لکھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حِیرہ، عراق میں ایک شہر کا نام ہے وہاں سے حضرت ابوعبیدہؓ کو خط لکھا کہ اللہ کی آپؓ پر سلامتی ہو۔ مجھے حضرت ابوبکرؓ نے شام کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا ہے اور فوجوں کی قیادت میرے سپرد فرمائی ہے۔ خدا کی قسم! مَیں نے اس کا کبھی مطالبہ نہیں کیا اور نہ میری خواہش تھی۔ آپؓ کی وہی حیثیت ہوگی جو پہلے ہے۔ ہم آپؓ کی نافرمانی نہیں کریں گے اور نہ آپؓ کو نظر انداز کر کے کوئی فیصلہ کریں گے۔ آپؓ مسلمانوں کے سردار ہیں۔ آپؓ کی فضیلت کا ہم انکار نہیں کرتے اور نہ آپؓ کے مشورے سے مستغنی ہو سکتے ہیں۔ (ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد 2، صفحہ 19 تا 21) (عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 804، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء) (سیر الصحابہ، جلد 4، صفحہ 457، 459، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی) (فرہنگ سیرت، صفحہ 110، زوار اکیڈمی پبلیکیشنز کراچی 2003ء)

یہ دیکھیں۔ یہ ہے مومنانہ شان۔ دونوں طرف سے کس طرح عاجزانہ طور پر اطاعت کا اظہار کیا گیا ہے۔

جنگ اَجنادَین۔ جمادی الاول تیرہ ہجری میں اَجنادَین فلسطین کے نواحی علاقے میں سے ایک بستی کا نام ہے۔ اس مقام پر ایک لاکھ رومی فوج سے مسلمانوں کا یہ مقابلہ ہوا۔ روایات میں آتا ہے کہ اجنادَین فوج کا سپہ سالار قیصر روم ہرقل کا بھائی تھیوڈور (Theodore) تھا۔ پینتیس ہزار کے قریب مسلمانوں نے ایک لاکھ کی فوج کو شکست دے کر اجنادَین کو فتح کر لیا۔ (ماخوذ از عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 805، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء) (معجم البلدان، جلد 1، صفحہ 129، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اجنادین کی فتح کے بعد مسلمانوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا اور پھر اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ یہ شام کا دار الحکومت ہے اور دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ دمشق کا مسلمانوں نے محاصرہ محرم 14/ہجری میں کیا اور یہ محاصرہ چھ ماہ تک جاری رہا۔ دوسری پارٹی، جو مخالفین تھے، دوسری طرف کی فوج وہ قلعہ بند ہو گئے۔ اپنے علاقے میں تھے اس لیے اپنے قلعے بند کر لیے۔ مسلمانوں کے پانچوں سالار اپنی فوجوں سمیت اس شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ اپنی فوج کے ساتھ مشرقی دروازے پر تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ان کے بالمقابل مغربی دروازے پر تھے اور باقی تین سالار بھی، کمانڈر جو تھے مختلف دروازوں پر متعین تھے۔ رومی گاہے بگاہے نکل کر جنگ کرتے مگر پھر واپس چلے جاتے اور قلعہ بند ہو جاتے تھے۔ انہیں امید تھی کہ قیصر روم کمک بھیجے گا مگر اسلامی افواج کی چوکسی نے ان کی امیدیں خاک میں ملا دی تھیں۔ ایک رات جبکہ شہر میں کوئی جشن ہو رہا تھا اور فصیل کے پہرے دار بھی اس جشن کی خوشی میں پہرے داری سے غافل تھے تو حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے کچھ ساتھیوں سمیت شہر کی فصیل پھلانگ کر شہر میں داخل ہو گئے اور دروازہ کھول دیا۔ اس طرح ان کی فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ یہ دیکھ کر شہر والوں نے حضرت ابوعبیدہؓ سے صلح کر لی جو کہ شہر کے دوسری طرف تھے مگر حضرت خالدؓ کو یہ خبر نہیں ہوئی اور مسلسل جنگ کر رہے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس لوگ گئے اور ان سے التجا کی کہ ہمیں خالدؓ سے بچائیے۔ شہر کے درمیان میں ان دونوں سرداروں کا آمنا سامنا ہوا اور پھر جب خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ شہر کے درمیان میں آ کے شہر والوں کے ساتھ ملے تو پھر شہر والوں کے ساتھ صلح کر لی گئی کیونکہ معاہدہ حضرت ابوعبیدہؓ کر چکے تھے۔ (ماخوذ از عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 805-806، البدر پبلیکیشنز اردو بازار

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

پانچ فرض نمازیں تو سنگ میل ہے
جہاں سے معیاروں کے حصول کا سفر شروع ہونا ہے
پانچ نمازیں تو نیکی کا وہ بیج ہے جس نے پھلدار درخت بننا ہے۔
(مشعل راہ، جلد پنجم، حصہ پنجم، صفحہ 110)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

نماز کی طرف توجہ ہر احمدی کی بنیادی ذمہ داری ہے......
اگر یہ نہیں تو عبادت کے معیار حاصل کرنے کا ابھی بہت لمبا سفر طے کرنا ہے
پہلوں سے ملنے کیلئے ابھی بہت محنت کی ضرورت ہے۔
(مشعل راہ، جلد پنجم، حصہ پنجم، صفحہ 110)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

لاہور، 2000ء)

معرکہ فُحل ۔ یہ شام کا ایک شہر ہے۔ دمشق فتح کرنے کے بعد مسلمان آگے بڑھے تو معلوم ہوا کہ رومی بَیْسان مقام میں جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ مسلمان ان کے بالمقابل فحل مقام میں خیمہ زن ہوئے۔ رومی فوج کے سپہ سالار نے صلح کی پیشکش کی خاطر اپنے سفیر کو حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف بھیجا۔ وہ جب اسلامی لشکر میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہاں ایک ہی طرح ادنیٰ اور اعلیٰ، افسر و ماتحت، سپہ سالار اور سپاہی بیٹھے ہیں اور کوئی امتیاز اور فرق دکھائی نہیں دیا۔ آخر اس نے مجبور ہو کر کسی سے پوچھا کہ آپ کا سپہ سالار کون ہے۔ لوگوں نے ایک سیدھے سادھے شخص کی طرف اشارہ کیا جو زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ سفیر نے قریب جا کر کہا کہ آپ ہی اس کے سپہ سالار ہیں؟ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کہ ہاں۔ سفیر نے پیشکش کی کہ اپنی فوج کو یہاں سے واپس لے جائیں اور اس کے بدلے میں آپ کے ہر سپاہی کو فی کس دو اشرفیاں سونے کی ملیں گی۔ سپہ سالار کو ایک ہزار دینار ملیں گے اور تمہارے خلیفہ کو دو ہزار دینار دیے جائیں گے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا ہم پیسے لینے نہیں آئے۔ مال و دولت کی غرض سے نہیں آئے۔ ہم اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے نکلے ہیں۔ سفیر ان کو دھمکیاں دیتا ہوا وہاں سے واپس چلا گیا۔ اسکے یہ تیور دیکھ کر حضرت ابوعبیدہؓ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور اگلی صبح دونوں فوجوں میں جنگ ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہؓ خود فوج کے قلب یعنی درمیان میں تھے اور بڑی حکمت سے فوج کو لڑا رہے تھے یہاں تک کہ مسلمانوں نے باوجود قلیل تعداد ہونے کے رومیوں کو شکست دے دی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردن کا تمام علاقہ مسلمانوں کے پاس آ گیا۔

(ماخوذ از عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 807-808، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء) (ماخوذ از سیر الصحابہ از شاہ معین الدین ندوی، جلد 2، صفحہ 128، دارالاشاعت اردو بازار کراچی پاکستان)

فتح حِمص ۔ فُحل کی فتح کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے حِمص کی طرف پیش قدمی کی جو شام کا ایک مشہور شہر تھا اور جنگی اور سیاسی اہمیت رکھتا تھا۔ راستے میں بَعلبک شہر، جو لبنان کا ایک قدیم شہر ہے، دمشق سے تین راتوں کی مسافت پر ہے۔ وہاں سے گزر ہوا جو ایک قدیم شہر تھا اور یہ بَعل بت کی پرستش کا بہت بڑا مرکز رہ چکا تھا۔ وہاں کے رہائشیوں نے حضرت ابوعبیدہؓ کا مقابلہ کرنے کی بجائے صلح کی درخواست کی جو جزیہ کی شرط کے ساتھ منظور کر لی گئی۔ ان سے کوئی لڑائی، جنگ نہیں ہوئی۔ اور قبول ہو گیا کہ وہ جزیہ دیں اور بے شک اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے حمص کا رخ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بھی آپؓ کے ساتھ تھے۔ شہر والوں کو قیصر سے فوجی امداد کی امید تھی۔ اس لیے وہ مقابلہ کیلئے تیار ہو گئے۔ مگر جب وہ امداد سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔ صلح کے ساتھ انہیں جان و مال کی امان دی گئی اور ان کے عبادت خانے اور مکانات محفوظ قرار دیے گئے۔ مکان بھی محفوظ، عبادت خانے بھی محفوظ اور جو اپنے مذہب پر قائم رہے ان پر جزیہ اور خراج عائد کیا گیا۔ یعنی اپنے مذہب پر بے شک قائم رہو لیکن جزیہ اور خراج دینا پڑے گا جو ایک ٹیکس ہے۔

فتح لاذِقیہ ۔ اس کے بعد اسلامی لشکر نے لاذِقیہ جو شام کا ایک شہر ہے اور ساحلِ سمندر پر واقع ہے۔ حمص کے نواحی علاقوں میں اس کو شمار کیا جاتا ہے۔ بہرحال اس کا محاصرہ کر لیا۔ حفاظتی انتظامات کے لحاظ سے لاذِقیہ بہت مستحکم تھا۔ شہر والوں کے پاس رسد کے ذخائر کثرت کے ساتھ موجود تھے جن کی وجہ سے ان کو محاصرہ کی کوئی پروا نہیں تھی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کو فتح کرنے کی ایک نئی تدبیر نکالی۔ آپؓ نے ایک رات میدان میں بہت سے گڑھے کھدوائے اور انہیں گھاس سے ڈھانک دیا اور صبح محاصرہ اٹھا کر حِمص کی طرف روانہ ہو گئے۔ ظاہر یہ کیا کہ ہم واپس جا رہے ہیں۔ گڑھے کھودنے کے بعد گھاس سے ڈھانکنے کے بعد محاصرہ اٹھا لیا اور ساری فوج واپس ہو گئی۔ شہر والوں نے اور شہر میں موجود فوجوں نے محاصرہ اٹھتے دیکھا تو خوش ہوئے اور اطمینان سے شہر کے دروازے کھول دیے۔ دوسری طرف حضرت ابوعبیدہؓ راتوں رات اپنی فوج سمیت واپس آ گئے۔ رات کو ہی واپس آ گئے اور ان غار نما گڑھوں میں چھپ گئے۔ جو غاریں بنائی تھیں۔ tunnels بنائی تھیں۔ یا ٹرینچز (Trenches) بنائی تھیں ان میں چھپ گئے اور صبح جب شہر کے دروازے کھلے تو آپؓ نے یک دفعہ حملہ کر دیا اور شہر میں داخل ہو کر شہر کو فتح کر لیا۔ (ماخوذ از سیر الصحابہ از شاہ معین الدین ندوی، جلد 2، صفحہ 128، دارالاشاعت اردو بازار کراچی پاکستان) (عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 809، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء) (معجم البلدان، جلد 5، صفحہ 6 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

باقی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ یہ ذکر چلے گا، بیان کروں گا۔

پاکستان کے احمدیوں کیلئے بھی آج کل بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مولویوں اور حکومت کے اہلکاروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ وہاں پھر مخالفت کی شدید لہر آئی ہوئی ہے۔ قانون کے محافظ نہ صرف یہ کہ انصاف کو نہیں جانتے بلکہ اس کی دھجیاں اُڑا رہے ہیں اور جو مولوی کہتا ہے اس کے پیچھے چل رہے ہیں۔ میرا خیال ہے اپنی جان بچانے کیلئے کہ شاید ان کو اسی طرح سیاسی استحکام مل جائے لیکن یہ ان کی بھول ہے۔ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہی چیز ان کی تباہی کا ذریعہ بنے گی۔ ہم تو پہلے بھی ان تکلیفوں سے گزرتے رہے ہیں، اب بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی مدد سے گزر جائیں گے لیکن ان کی یہ حرکتیں اگر یہ ان سے باز نہ آئے تو ان کی تباہی یقینی ہے۔ پس احمدی آج کل بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ مشکلات دُور فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق میں بڑھیں خاص طور پر پاکستان میں رہنے والے احمدی، باہر رہنے والے احمدی بھی جو پاکستان سے آئے ہوئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت جلد آئے اور ان مشکلات سے وہاں کے رہنے والے احمدی چھٹکارا پا سکیں۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایسی نظیریں مجھے 300 سے بھی زیادہ احادیث میں ملیں جن سے ثابت ہوا کہ جہاں کہیں توفّی کے لفظ کا خدا فاعل ہو اور وہ شخص مفعول بہٖ ہو جس کا نام لیا گیا ہے تو اس جگہ صرف مار دینے کے معنے ہیں نہ اور کچھ مگر باوجود تمام تر تلاش کے ایک بھی ایسی حدیث مجھے نہ ملی جس میں توفّی کے فعل کا خدا فاعل ہو اور مفعول بہٖ عَلَم ہو یعنی نام لے کر کسی شخص کو مفعول بہٖ ٹھہرایا گیا ہو اور اس جگہ بجز مارنے کے کوئی اور معنے ہوں۔

اسی طرح جب قرآن شریف پر اول سے آخر تک نظر ڈالی گئی تو اس سے بھی یہی ثابت ہوا جیسا کہ آیت تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ اور آیت وَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعۡضَ الَّذِیۡ نَعِدُھُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّیَنَّکَ وغیرہ آیات سے ثابت ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم رُوحانی خزائن جلد 21 صفحہ 378)

اب ہم ذیل میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چیلنج پیش کرتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

(1) اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلعم سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ تَوَفِّی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجُز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا اور آئندہ اس کی کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کر لوں گا۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3 صفحہ 603)

(2) آپؑ اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں اِسی چیلنج کا اعادہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

اللہ کی ذات اور اسکی عزت کی قسم! میں نے کتاب اللہ کو آیت آیت پڑھا اور اس میں خوب تدبّر کیا۔ پھر میں نے حدیث کی کتابیں بنظرِ عمیق پڑھیں اور اُن میں بھی خوب غور کیا لیکن مَیں نے نہ تو قرآن میں اور نہ ہی احادیث میں لفظ توفّی کو اس طور پر پایا ہے کہ (جب اُسکا فاعل اللہ ہو اور اُسکا مفعول بہٖ کوئی انسان ہو) تو اُسکے معنی موت دینے اور قبض رُوح کے سوا کچھ اور ہوں اور جو شخص میری اس تحقیق کے خلاف ثابت کرے تو اُسے ہزار روپیہ رائج الوقت میری طرف سے بطور انعام ہے۔ (حمامۃ البشریٰ، اردو ترجمہ، صفحہ 231)

(3) کتاب تریاق القلوب میں پانچ سو روپے کے انعامی چیلنج کے ساتھ آپؑ نے فرمایا :

جو شخص تمام احادیث اور قرآن شریف کا تتبع کریگا اور تمام لُغت کی کتابوں اور ادب کی کتابوں کو غور سے دیکھے گا اس پر یہ بات مخفی نہیں رہے گی کہ یہ قدیم محاورہ لسان عرب ہے کہ جب خدا تعالیٰ فاعل ہوتا ہے اور انسان مفعول بہٖ ہوتا ہے تو ایسے موقعہ پر لفظ توفّی کے معنے بجز وفات کے اور کچھ نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص اِس سے انکار کرے تو اُس پر واجب ہے کہ ہمیں حدیث یا قرآن یا فن ادب کی کسی کتاب سے یہ دکھلاوے کہ ایسی صورت میں کوئی اور معنے بھی توفّی کے آ جاتے ہیں اور اگر ایسا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ قدسیہ سے پیش کر سکے تو ہم بلا توقف اُس کو پانسو روپے انعام دینے کو طیار ہیں۔ دیکھو حق کے اظہار کیلئے ہم کس قدر مال خرچ کرنا چاہتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے سوالات کا کوئی جواب نہیں دیتا؟ (تریاق القلوب جلد 15 صفحہ 458، حاشیہ)

(4) کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں دوسو روپے کے انعامی چیلنج کے ساتھ آپؑ نے فرمایا :

مَیں نے مدت ہوئی کہ اسی ثابت شدہ امر پر ایک اشتہار دیا تھا......اس اشتہار کا آج تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ اب پھر اتمام حجت کیلئے دوسو روپیہ نقد کا اشتہار دیتا ہوں کہ اگر کوئی ہمارا مخالف ہمارے اس بیان کو یقینی اور قطعی نہیں سمجھتا تو وہ احادیث صحیحہ نبویہ یا قدیم شاعروں کے اقوال میں سے جو مستند ہوں اور جو عرب کے اہل زبان اور اپنے فن میں مسلّم ہوں، کوئی ایک فقرہ پیش کرے جس میں توفّی کے لفظ کا خدا فاعل ہو اور مفعول بہٖ کوئی عَلَم ہو جیسے زید اور بکر اور خالد وغیرہ اور اس فقرہ کے معنے ببداہت کوئی اور ہوں وفات دینے کے معنی نہ ہوں تو ایسی صورت میں مَیں ایسے شخص کو مبلغ دوسو روپیہ نقد دوں گا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، جلد 21، صفحہ 383)

ہندو مت بنو - دلائل مسیح موعود کے نہیں اللہ کے ہیں - ایک دلچسپ حکایت

آخر پر مسلمانوں کی افسوسناک حالت پر ایک دلچسپ حکایت پیش کر کے ہم اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ان کی اُس ہندو کی مثال ہے کہ ایک ایسے موقع پر جہاں صرف مسلمان رہتے تھے سخت بھوکا اور قریب الموت ہو گیا مگر مسلمانوں کے کھانے جو نہایت نفیس اور لذیذ موجود تھے جن کو اُس ہندو کے کبھی باپ دادے نے بھی نہیں دیکھا تھا ان میں سے کچھ نہ کھایا یہاں تک کہ بھوک سے مر گیا اور اس لئے نہ کھایا کہ مسلمانوں کے ہاتھ اُن کھانوں سے چُھو گئے تھے۔ اسی طرح اِن لوگوں کا حال ہے کہ جن دلائل قاطعہ کو اُن کے خیال میں میرے ہاتھوں نے چھوا اُن سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے۔ مگر میں بار بار کہتا ہوں کہ ہندو مت بنو یہ دلائل میرے نہیں ہیں اور نہ میرے ہاتھ ان کو چھوئے ہیں بلکہ یہ تو سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں شوق سے ان کو استعمال کرو۔ دیکھو کس قدر نصوص قرآنیہ حضرت مسیح کی وفات پر گواہی دے رہی ہیں۔ نصوص حدیثیہ گواہی دے رہی ہیں صحابہ کا اجماع گواہی دے رہا ہے۔ ائمہ اربعہ کی شہادت گواہی دے رہی ہے۔ سنتِ قدیمہ جو مؤید بآیت لَنۡ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا ہے گواہی دے رہی ہے پھر بھی اگر نہ مانو تو سخت بدنصیبی ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ 94)

آئندہ انشاء اللہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اَور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کرینگے۔ (منصور احمد مسرور)

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ایک عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا

جب جنگ شروع ہونے کا وقت آیا، رسول کریم ﷺ اُس جگہ سے جہاں آپ بیٹھ کر دعا کر رہے تھے باہر تشریف لائے اور فرمایا سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ دشمنوں کا لشکر شکست کھا جائے گا اور پیٹھ پھیر کر میدان چھوڑ جائے گا۔ یہ الفاظ جو آپ نے فرمائے یہ قرآن کریم کی ایک پیشگوئی تھی جو مکہ میں ہی اس جنگ کے متعلق قرآن کریم میں نازل ہوئی تھی۔ مکہ میں جب مسلمان کفّار کے ظلموں کا تختۂ مشق ہو رہے تھے اور اِدھر اُدھر ہجرت کر کے جا رہے تھے خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کی یہ آیات نازل فرمائیں وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ○ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کُلِّھَا فَاَخَذْنٰھُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ○ اَکُفَّارُکُمْ خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِکُمْ اَمْ لَکُمْ بَرَآءَۃٌ فِی الزُّبُرِ○ اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ○ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ○ بَلِ السَّاعَۃُ مَوْعِدُھُمْ وَالسَّاعَۃُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ○ اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ○ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ○ (القمر:42 تا 49) یعنی اے مکہ والو! فرعون کی طرف بھی اِنذار کی باتیں آئی تھیں، لیکن اُنہوں نے ہماری تمام آیتوں کا انکار کیا پس ہم نے اُن کو اس طرح پکڑ لیا جیسے ایک طاقتور غالب ہستی پکڑا کرتی ہے۔ (اے مکہ والو!) بتاؤ کیا تمہارے کفّار اُن (کفّار) سے اچھے ہیں یا تمہارے لئے پہلی کتابوں میں حفاظت کا کوئی وعدہ آچکا ہے؟ وہ کہتے ہیں ہم تو ایک بڑی طاقت ہیں جو دشمنوں سے ہارتی نہیں بلکہ دشمنوں سے بدلے لیا کرتی ہے (وہ یہ باتیں کرتے رہیں) اُن کے جتھے عنقریب اکٹھے ہوں گے اور پھر اُنہیں شکست ملے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے، بلکہ اُن کی تباہی کی گھڑی کا خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے اور یہ تباہی کی گھڑی بڑی ہلاکت والی اور بڑی کڑوی ہوگی اُس دن مجرم پریشانی اور عذاب میں مبتلا ہوں گے اور اپنے مونہوں کے بل گھسیٹ کر اُن کو آگ کے گڑھوں میں ڈال دیا جائے گا اور کہا جائے گا اب پڑے عذاب چکھو۔

یہ آیتیں سورہ قمر کی ہیں اور سورہ قمر تمام اِسلامی رواتیوں کے مطابق مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ مسلمان علماء بھی اس سورۃ کو پانچویں سے دسویں سال بعد دعویٰ نبوت قرار دیتے ہیں۔ یعنی ہجرت سے کم سے کم تین سال پہلے یہ نازل ہوئی تھی بلکہ غالباً آٹھ سال پہلے۔ یورپین محقق بھی اِس کی تصدیق کرتے ہیں۔ چنانچہ نولڈ کے اس سورۃ کو دعویٰ نبوت کے پانچ سال بعد کی قرار دیتا ہے۔ ریورنڈ ویری لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک نولڈ کے نے اِس سورۃ کے نزول کا وقت کسی قدر پہلے قرار دے دیا ہے۔ وہ اپنا اندازہ یہ بتاتے ہیں کہ چھٹے یا ساتویں سال ہجرت سے پہلے یہ نازل ہوئی۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اُن کے نزدیک یہ سورۃ چھٹے یا ساتویں سال بعد دعوئ نبوت کی ہے۔ بہرحال مسلمانوں کے دشمنوں نے بھی اِس سورۃ کو ہجرت سے کئی سال پہلے کا قرار دیا ہے۔ اُس زمانہ میں کس صفائی کے ساتھ اس جنگ کی خبر دی گئی تھی اور کفّار کا انجام بتا دیا گیا تھا اور پھر کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی جنگ شروع ہونے سے پہلے اِن آیات کو پڑھ کر مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ خدا کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔

غرض چونکہ وہ وقت آ گیا تھا جس کی خبر یسعیاہ نبی نے قبل از وقت دے چھوڑی تھی اور جس کی خبر قرآن کریم نے دوبارہ جنگ شروع ہونے سے چھ یا آٹھ سال پہلے دی تھی اس لئے باوجود اِسکے کہ مسلمان اِس جنگ کیلئے تیار نہ تھے اور باوجود اِسکے کہ کفّار کو بھی اُن کے بعض ساتھیوں نے یہ مشورہ دیا تھا کہ لڑائی نہیں کرنی چاہئے۔ لڑائی ہوگئی اور 313 آدمی جن میں سے اکثر ناتجربہ کار اور سب ہی بے سامان تھے کفّار کے تجربہ کار لشکر کے مقابلہ میں جس کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی کھڑے ہو گئے۔ جنگ ہوئی اور چند ہی گھنٹوں کے اندر عرب کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ یسعیاہ کی پیشگوئی کے مطابق قیدار کی حشمت جاتی رہی اور مکہ کی فوج کچھ لاشیں اور کچھ قیدی پیچھے چھوڑ کر سر پر پاؤں رکھ کر مکہ کی طرف بھاگ پڑی۔ جو قیدی پکڑے گئے اُن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباسؓ بھی تھے جو ہمیشہ آپ کا ساتھ دیا کرتے تھے، اُنہیں مجبور کر کے مکہ والے اپنے ساتھ لڑائی کیلئے لے آئے تھے۔ اِسی طرح قیدیوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بیٹی کے خاوند ابوالعاص بھی تھے۔ مارے جانے والوں میں ابوجہل مکہ کی فوج کا کمانڈر اور اِسلام کا سب سے بڑا دشمن بھی شامل تھا۔

بدر کے قیدی

اِس فتح پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش بھی تھے کہ وہ پیشگوئیاں جو متواتر چودہ سال سے آپ کے ذریعہ سے شائع کی جا رہی تھیں اور وہ پیشگوئیاں جو پہلے انبیاء اِس دن کے متعلق کر چکے تھے پوری ہو گئیں، لیکن مکہ کے مخالفوں کا عبرتناک انجام بھی آپ کی نظروں کے سامنے تھا۔ آپ کی جگہ پر کوئی اور شخص ہوتا تو خوشی سے اُچھلتا اور کودتا لیکن جب آپ کے سامنے سے مکہ کے قیدی رسیوں میں بندھے ہوئے گزرے تو آپ اور آپ کے باوفا ساتھی ابوبکرؓ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہوگئے۔ اُس وقت حضرت عمرؓ جو بعد میں آپ کے دوسرے خلیفہ ہوئے سامنے سے آئے تو اُنہیں حیرت ہوئی کہ اِس فتح اور خوشی کے وقت میں آپ کیوں رو رہے ہیں اور انہوں نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! مجھے بھی بتائیے کہ اِس وقت رونے کا کیا باعث ہے؟ اگر وہ بات میرے لئے بھی رونے کا موجب ہے تو میں بھی روؤں گا نہیں تو کم سے کم میں آپ کے غم میں شریک ہونے کیلئے رونی صورت ہی بنا لوں گا۔ آپ نے فرمایا دیکھتے نہیں خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے آج مکہ والوں کی کیا حالت ہو رہی ہے۔

آپ کے انصاف اور آپ کی عدالت کا جس کی خبر یسعیاہ نے بار بار اپنی پیشگوئیوں میں دی ہے اِس موقع پر ایک لطیف ثبوت ملا۔ مدینہ کی طرف واپس آتے ہوئے رات کو جب آپ سونے کیلئے لیٹے تو صحابہؓ نے دیکھا کہ آپ کو نیند نہیں آتی۔ آخر اُنہوں نے سوچ کر یہ نتیجہ نکالا کہ آپ کے چچا عباسؓ چونکہ رسیوں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے سو نہیں سکتے اور اُن کے کراہنے کی آوازیں آتی ہیں اِس لئے اُن کی تکلیف کا خیال کر کے آپ کو نیند نہیں آتی۔ اُنہوں نے آپس میں مشورہ کر کے حضرت عباسؓ کے بندھنوں کو ڈھیلا کر دیا۔ حضرت عباسؓ سو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نیند آگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد یکدم گھبرا کے آپ کی آنکھ کھلی اور آپ نے پوچھا عباسؓ خاموش کیوں ہیں؟ اُن کے کراہنے کی آواز اب کیوں نہیں آتی؟ آپ کے دل میں یہ وہم پیدا ہوا کہ شاید تکلیف کی وجہ سے بیہوش ہو گئے۔ صحابہؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! ہم نے آپ کی تکلیف کو دیکھ کر اُن کے بندھن ڈھیلے کر دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں! نہیں!! یہ بے انصافی نہیں ہونی چاہئے۔ جس طرح عباسؓ میرا رشتہ دار ہے دوسرے قیدی بھی تو دوسروں کے رشتہ دار ہیں یا تو سب قیدیوں کے بندھن ڈھیلے کر دو تا کہ وہ آرام سے سو جائیں اور یا پھر عباسؓ کے بندھن بھی کس دو۔ صحابہؓ نے آپکی بات سن کر سب قیدیوں کے بندھن ڈھیلے کر دیئے اور حفاظت کی ساری ذمہ داری اپنے سر پر لے لی۔ جو لوگ قید ہوئے تھے اُن میں سے جو پڑھنا جانتے تھے آپ نے اُن کا صرف یہی فدیہ مقرر کیا کہ وہ مدینہ کے دس دس لڑکوں کو پڑھنا سکھا دیں۔ بعض جن کا فدیہ دینے والا کوئی نہیں تھا اُن کو یونہی آزاد کر دیا۔ وہ امراء جو فدیہ دے سکتے تھے اُن سے مناسب فدیہ لے کر اُن کو چھوڑ دیا اور اس طرح اِس پرانی رسم کو کہ قیدیوں کو غلام بنا کر رکھا جاتا تھا آپ نے ختم کر دیا۔

جنگ اُحد

کفّار کے لشکر نے میدان سے بھاگتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اگلے سال ہم دوبارہ مدینہ پر حملہ کریں گے اور اپنی شکست کا مسلمانوں سے بدلہ لیں گے چنانچہ ایک سال کے بعد وہ پھر پوری تیاری کر کے مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ مکہ والوں کے غصہ کا یہ حال تھا کہ بدر کی جنگ کے بعد اُنہوں نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ کسی شخص کو اپنے مردوں پر رونے کی اجازت نہیں اور جو تجارتی قافلے آئیں گے اُن کی آمد آئندہ جنگ کیلئے محفوظ رکھی جائے گی۔ چنانچہ بڑی تیاری کے بعد تین ہزار سپاہیوں سے زیادہ تعداد اس کا ایک لشکر ابوسفیان کی قیادت میں مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مشورہ لیا کہ آیا ہم کو شہر میں ٹھہر کر مقابلہ کرنا چاہئے یا باہر نکل کر۔ آپ کا اپنا خیال یہی تھا کہ دشمن کو حملہ کرنے دیا جائے تا کہ جنگ کی ابتداء کا بھی وہی ذمہ دار ہو اور مسلمان اپنے گھروں میں بیٹھ کر اُس کا مقابلہ آسانی سے کر سکیں، لیکن وہ نوجوان مسلمان جن کو بدر کی جنگ میں شامل ہونے کا موقع نہیں ملا تھا اور جن کے دلوں میں حسرت رہی تھی کہ کاش! ہم کو بھی خدا کی راہ میں شہید ہونے کا موقع ملتا اُنہوں نے اصرار کیا کہ ہمیں شہادت سے کیوں محروم رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اُن کی بات مان لی۔

مشورہ لیتے وقت آپ نے اپنی ایک خواب بھی سنائی۔ فرمایا خواب میں مَیں نے چند گائیں دیکھی ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ میری تلوار کا سرا ٹوٹ گیا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ گائیں ذبح کی جا رہی ہیں اور پھر یہ کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط اور محفوظ زِرہ کے اندر ڈالا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ میں ایک مینڈھے کی پیٹھ پر سوار ہوں۔ صحابہؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! آپ نے اِن خوابوں کی کیا تعبیر فرمائی؟ آپ نے فرمایا گائے کے ذبح ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ میرے بعض صحابہؓ شہید ہوں گے اور تلوار کا سرا ٹوٹنے سے مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ میرے عزیزوں میں سے کوئی اہم وجود شہید ہوگا یا شاید مجھے ہی اس مہم میں کوئی تکلیف پہنچے اور زرہ کے اندر ہاتھ ڈالنے کی تعبیر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا مدینہ میں ٹھہرنا زیادہ مناسب ہے اور مینڈھے پر سوار ہونے والے خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ کفّار کے لشکر کے سردار پر ہم غالب آئیں گے یعنی وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔

گو اس خواب میں مسلمانوں پر یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ اُن کا مدینہ میں رہنا زیادہ اچھا ہے مگر چونکہ خواب کی تعبیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تھی، الہامی نہیں تھی آپ نے اکثریت کی رائے کو تسلیم کر لیا اور لڑائی کیلئے باہر جانے کا فیصلہ کر دیا۔ جب آپ باہر نکلے تو نوجوانوں کو اپنے دلوں میں ندامت محسوس ہوئی اور اُنہوں نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! جو آپ کا مشورہ ہے وہی صحیح ہے ہمیں مدینہ میں ٹھہر کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا خدا کا نبی جب زرہ پہن لیتا ہے تو اُتارا نہیں کرتا اب خواہ کچھ ہو ہم آگے ہی جائیں گے۔ اگر تم نے صبر سے کام لیا تو خدا کی نصرت تم کو مل جائے گی۔ یہ کہہ کر آپ ایک ہزار لشکر کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور تھوڑے فاصلہ پر جا کر رات بسر کرنے کیلئے ڈیرہ لگا دیا۔ آپ کا ہمیشہ طریق تھا کہ آپ دشمن کے پاس پہنچ کر اپنے لشکر کو کچھ دیر آرام کرنے کا موقع دیا کرتے تھے تا کہ وہ اپنا سامان وغیرہ تیار کر لیں۔ صبح کی نماز کے وقت جب آپ نکلے تو آپ کو معلوم ہوا کہ کچھ یہودی بھی اپنے معاہد قبیلوں کی مدد کے بہانہ سے آئے ہیں۔ چونکہ یہود کی ریشہ دوانیوں کا آپ کو علم ہو چکا تھا آپ نے فرمایا کہ اِن لوگوں کو واپس کر دیا جائے۔ اِس پر عبداللہ بن ابی بن سلول جو منافقوں کا رئیس تھا وہ بھی اپنے تین سَو ساتھیوں کو لے کر یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ گیا کہ اب یہ لڑائی نہیں رہی۔ یہ تو ہلاکت کے منہ میں جانا ہے کیونکہ خود اپنے مددگاروں کو لڑائی سے روکا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان صرف سات سَو رہ گئے جو تعداد میں کفّار کی تعداد سے چوتھے حصہ سے بھی کم تھے اور سامانوں کے لحاظ سے اور بھی کمزور۔ کیونکہ کفّار میں سات سَو زِرہ پوش تھا اور مسلمانوں میں صرف ایک زِرہ پوش۔ اور کفّار میں دو سَو گھوڑ سوار تھا مگر مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے تھے۔ آخر آپ اُحد پر پہنچے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے ایک پہاڑی درہ کی حفاظت کیلئے پچاس سپاہی مقرر کئے اور سپاہیوں کے افسر کو تاکید کی کہ وہ درہ اتنا ضروری ہے کہ خواہ ہم مارے جائیں یا جیت جائیں تم اِس جگہ سے نہ ہلنا۔ اِس کے بعد آپ بقیہ ساڑھے چھ سَو آدمی لے کر دشمن کے مقابلہ کیلئے نکلے جو اَب دشمن کی تعداد سے قریباً پانچواں حصہ تھے۔ لڑائی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے تھوڑی ہی دیر میں ساڑھے چھ سَو مسلمانوں کے مقابلہ میں تین ہزار مکہ کا تجربہ کار سپاہی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ (جاری)

(نبیوں کا سردارؐ، صفحہ 86 تا 93، مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate

HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201

Contact Number : 09440023007, 08473296444

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(110) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ پسر موعود کی پیشگوئی کے بعد حضرت صاحب ہم سے کبھی کبھی کہا کرتے تھے کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو جلد وہ موعود لڑکا عطا کرے۔ ان دنوں میں حضرت کے گھر امید واری تھی۔ ایک دن بارش ہوئی تو میں نے مسجد مبارک کے اوپر صحن میں جا کر بڑی دعا کی کیونکہ میں نے حضرت صاحب سے سنا ہوا تھا کہ اگر بارش میں دعا کی جاوے تو زیادہ قبول ہوتی ہے۔ پھر مجھے دعا کرتے کرتے خیال آیا کہ باہر جنگل میں جا کر دعا کروں کیونکہ میں نے حضرت صاحب سے یہ بھی سنا ہوا تھا کہ باہر جنگل کی دعا بھی زیادہ قبول ہوتی ہے اور میں نے غنیمت سمجھا کہ یہ دو قبولیت کے موقعے میرے لئے میسر ہیں۔ چنانچہ میں قادیان سے مشرق کی طرف چلا گیا اور باہر جنگل میں بارش کے اندر بڑی دیر تک سجدہ میں دعا کرتا رہا۔ گویا وہ قریباً سارا دن میرا بارش میں ہی کٹا۔ اسی دن شام یا دوسرے دن صبح کو حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ’’ان کو کہہ دو انہوں نے رنج بہت اُٹھایا ہے ثواب بہت ہوگا۔‘‘ میں نے عرض کیا حضور یہ الہام تو میرے متعلق معلوم ہوتا ہے حضور نے فرمایا کس طرح؟ میں نے اپنی دعا کا سارا قصہ سنایا۔ حضور خوش ہوئے اور فرمایا ایسا ہی معلوم ہوتا ہے پھر میں نے اس خوشی میں ایک آنہ کے پتاشے بانٹے۔ مگر اس وقت میں اس کے اصل معنے نہیں سمجھا۔ پھر جب عصمت پیدا ہوئی تو میں سمجھا کہ دراصل اس الہام میں یہ بتایا گیا تھا کہ گو دعا قبول نہیں ہوگی مگر مجھے ثواب پہنچ جائے گا۔

(111) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب ابھی حضور نے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا تھا میں نے ایک دفعہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا پیر کا کام بھنگی کا سا کام ہے اسے اپنے ہاتھ سے مرید کے گند نکال نکال کر دھونے پڑتے ہیں اور مجھے اس کام سے کراہت آتی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور تو پھر کوئی تعلق تو ہونا چاہیے میں آتا ہوں اور اوپرا اوپرا چلا جاتا ہوں۔ حضور نے فرمایا اچھا تم ہمارے شاگرد بن جاؤ اور ہم سے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ لیا کرو۔ پھر عید کے دن حضور نے فرمایا جاؤ ایک آنہ کے پتاشے لے آؤ تا باقاعدہ شاگرد بن جاؤ۔ میں نے پتاشے لاکر سامنے رکھ دیئے جو حضور نے تقسیم فرمادیئے اور کچھ مجھے بھی دے دیئے۔ پھر حضور مجھے ایک ہفتہ کے بعد ایک آیت کے سادہ معنے پڑھا دیا کرتے تھے اور کبھی کسی آیت کی تھوڑی سی تفسیر بھی فرمادیتے تھے۔ ایک دن فرمایا میاں عبداللہ میں تم کو قرآن شریف کے حقائق و معارف اس لئے نہیں بتاتا کہ میں تم میں ان کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں دیکھتا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ اس کا مطلب میں یہ سمجھا ہوں کہ اگر مجھے اس وقت وہ بتائے جاتے تو میں مجنون ہو جاتا۔ مگر میں اس سادہ ترجمہ کا ہی جو میں نے آپ سے نصف پارہ کے قریب پڑھا ہوگا اب تک اپنے اندر فہم قرآن کے متعلق ایک خاص اثر دیکھتا ہوں نیز میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ میں نے ایک دفعہ حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور میں جب قادیان آتا ہوں تو اور تو کوئی خاص بات محسوس نہیں ہوتی مگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہاں وقتاً فوقتاً یکلخت مجھ پر بعض آیات قرآنی کے معنے کھولے جاتے ہیں اور میں اس طرح محسوس کرتا ہوں کہ گویا میرے دل پر معانی کی ایک پوٹلی بندھی ہوئی گرادی جاتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمیں قرآن شریف کے معارف دے کر ہی مبعوث کیا گیا ہے اور اسی کی خدمت ہمارا فرض مقرر کی گئی ہے پس ہماری صحبت کا بھی یہی فائدہ ہونا چاہئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے حاجی عبدالمجید صاحب لدھیانوی نے بھی بیان کیا کہ ہمارے پہلے پیر منشی احمد جان صاحب مرحوم نے بھی حضرت صاحب سے بیعت کی درخواست کی تھی مگر حضور نے فرمایا لَسْتُ بِمَأْمُوْرٍ یعنی مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل نے بھی جب حضور سے بیعت کی درخواست کی تھی تو حضور نے یہی جواب دیا تھا کہ مجھے اس کا حکم نہیں ملا پھر بعد میں جب حکم ہوا تو حضور نے بیعت کا سلسلہ شروع فرمایا۔

(112) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب بڑی مسجد میں ٹہل رہے تھے۔ میں ایک کونہ میں قرآن شریف پڑھنے بیٹھ گیا۔ اس وقت اور کوئی شخص مسجد میں نہیں تھا۔ حضور نے ٹہلتے ٹہلتے ایک دفعہ ٹھہر کر میری طرف دیکھا اور میں نے بھی اسی وقت آپ کی طرف دیکھا تھا۔ جب میری اور حضور کی نظر ملی تو خبر نہیں اس وقت حضور کی نظر میں کیا تھا کہ میرا دل میرے سینہ کے اندر پگھل گیا اور میں نے دعا کیلئے ہاتھ اُٹھا لئے اور بڑی دیر تک دعا کرتا رہا اور حضور ٹہلتے رہے پھر آخر حضور نے ہی مجھ سے فرمایا میاں عبداللہ دعا بہت ہوچکی اب بند کرو۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے میں نے اس دن سمجھا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ بعض وقت کامل کی ایک نظر انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے اس کا کیا مطلب ہے میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ جب حضور کی محبت اور شفقت یاد آتی ہے تو میری جان گداز ہو جاتی ہے۔

(113) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ میں شروع میں حُقّہ بہت پیا کرتا تھا۔ شیخ حامد علی بھی پیتا تھا۔ کسی دن شیخ حامد علی نے حضرت صاحب سے ذکر کر دیا کہ یہ حُقّہ بہت پیتا ہے۔ اسکے بعد میں جو صبح کے وقت حضرت صاحب کے پاس گیا اور حضور کے پاؤں دبانے بیٹھا تو آپ نے شیخ حامد علی سے کہا کہ کوئی حُقّہ اچھی طرح تازہ کر کے لاؤ جب شیخ حامد علی حُقّہ لایا تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ پیو۔ میں شرمایا مگر حضرت صاحب نے فرمایا جب تم پیتے ہو تو شرم کی کیا بات ہے۔ پیو کوئی حرج نہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے رُک رُک کر ایک گھونٹ پیا۔ پھر حضور نے فرمایا میاں عبداللہ مجھے اس سے طبعی نفرت ہے۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے بس میں نے اسی وقت سے حقہ ترک کر دیا اور اس ارشاد کے ساتھ ہی میرے دل میں اس کی نفرت پیدا ہوگئی۔ پھر ایک دفعہ میرے مسوڑھوں میں تکلیف ہوئی تو میں نے حضور سے عرض کیا کہ جب میں حقہ پیتا تھا تو یہ درد ہٹ جاتا تھا۔ حضور نے جواب دیا کہ ’’بیماری کیلئے حُقّہ پینا معذوری میں داخل ہے اور جائز ہے جب تک معذوری باقی ہے۔‘‘ چنانچہ میں نے تھوڑی دیر تک بطور دوا استعمال کر کے پھر چھوڑ دیا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور کے گھر میں حُقّہ استعمال ہوتا تھا۔ ایک دفعہ حضور نے مجھے گھر میں ایک توڑا ہوا حُقّہ کیلی پر لٹکا ہوا دکھایا اور مسکرا کر فرمایا ہم نے اسے توڑ کر پھانسی دیا ہوا ہے۔

(114) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب قادیان کے شمالی جانب سیر کیلئے تشریف لے گئے۔ میں اور شیخ حامد علی ساتھ تھے۔ راستہ کے اوپر ایک کھیت کے کنارے ایک چھوٹی سی بیری تھی اور اسے بیر لگے ہوئے تھے اور ایک بڑا عمدہ پکا ہوا لال بیر راستہ میں گرا ہوا تھا۔ میں نے چلتے چلتے اسے اُٹھا لیا اور کھانے لگا۔ حضرت صاحب نے فرمایا نہ کھاؤ اور وہیں رکھ دو آخر یہ کسی کی ملکیت ہے۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ اس دن سے آج تک میں نے کسی بیری کے بیر بغیر اجازت مالک اراضی کے نہیں کھائے کیونکہ جب میں کسی بیری کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے یہ بات یاد آجاتی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس ملک میں بیریاں عموماً خود رو ہوتی ہیں اور ان کے پھل کے متعلق کوئی پروا نہیں کی جاتی۔

(115) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی سیّد محمد سرور شاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّل کے پاس کسی کا خط آیا کہ کیا نماز میں ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث بھی ملتی ہے؟ حضرت مولوی صاحب نے یہ خط حضرت صاحب کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ اس بارہ میں جو حدیثیں ملتی ہیں وہ جرح سے خالی نہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا مولوی صاحب آپ تلاش کریں ضرور مل جائے گی کیونکہ باوجود اس کے کہ شروع عمر میں بھی ہمارے اردگرد سب حنفی تھے مجھے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کبھی پسند نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ طبیعت کا میلان ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کی طرف رہا ہے اور ہم نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ جس بات کی طرف ہماری طبیعت کا میلان ہو وہ تلاش کرنے سے ضرور حدیث میں نکل آتی ہے۔ خواہ ہم کو پہلے اُس کا علم نہ ہو۔ پس آپ تلاش کریں ضرور مل جائے گی۔ مولوی سرور شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس پر حضرت مولوی صاحب گئے اور کوئی آدھا گھنٹہ بھی نہ گذرا تھا کہ خوش خوش ایک کتاب ہاتھ میں لئے آئے اور حضرت صاحب کو اطلاع دی کہ حضور حدیث مل گئی ہے اور حدیث بھی ایسی کہ جو علی شرط الشیخین ہے جس پر کوئی جرح نہیں۔ پھر کہا کہ یہ حضور ہی کے ارشاد کی برکت ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد 1، مطبوعہ قادیان 2007)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

ایسے موقع پر ایک مومن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اس حلال کو خدا تعالیٰ کی خاطر چھوڑ دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ چونکہ یہ کام میرے خدا کو پسند نہیں اس لئے میں یہ کام نہیں کرتا تا میرا خدا مجھ پر ناراض نہ ہو۔ پس رُشد وہدایت یہ نہیں کہ طلاق کو عام کیا جائے بلکہ رُشد وہدایت یہ ہے کہ طلاق سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ حلال کے معنے یہ ہیں کہ چاہو تو کر سکتے ہو۔ یہ قانون کے لحاظ سے منع نہیں لیکن تمہیں دوسروں کے خیالات دوسروں کے جذبات دوسروں کی ہمدردی اور دوسروں کے پیار کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے۔ جس حلال پر عمل کرنے سے دوسروں کے خیالات دوسروں کے جذبات دوسروں کی ہمدردی اور دوسروں کے پیار کا خون ہوتا ہو وہ حلال نہیں بلکہ ایسا حلال ایک جہت سے حلال ہے اور دوسری جہت سے حرام ہے۔ جب لوگ اپنے دوستوں کی ناراضگی اور قوم کی ناراضگی کا خیال رکھتے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہی ایسی چیز ہے جس سے انسان کو بے پرواہ ہو جانا چاہئے۔ کیا خدا تعالیٰ کا وجود ہی ایسا کمزور ہے کہ جس کی ناراضگی انسان کیلئے قابل اعتناء نہیں۔ جب دنیوی اور سفلی عشق رکھنے والے لوگ اپنے محبوب کی چھوٹی سے چھوٹی خفگی سے بھی ڈرتے ہیں اور اُس کو ناراض ہونے کا موقع نہیں دیتے تو ایک مومن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ حدیث پڑھ کر یا سن کر کہ اِنَّ اَبْغَضَ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰہِ الطَّلَاقُ کس طرح آسانی سے یہ جرأت کر سکتا ہے کہ اس کی خلاف ورزی کرے۔ جب شریعت کہتی ہے کہ تم اس اَبْغَضَ الْحَلَال کو اختیار کرنے سے پرہیز کرو تو ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ ایسے امور میں کمی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس بات کو میاں بیوی کے تعلقات کی کشیدگی کے وقت بھول نہ جائے۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 519 تا 520، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی کے چہرہ کے پیچھے آج احمدیت کا چہرہ ہے، پس ہمیشہ یاد رکھو تمہارے قول اور عمل میں تضاد نہ ہو تبھی تمہاری دعوت الی اللہ میں برکت پڑے گی۔

(مشعل راہ، جلد پنجم، حصہ پنجم، صفحہ 64)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں، اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔

(مشعل راہ، جلد 5، حصہ اول، صفحہ 5)

طالب دعا: عبدالرحمن خان (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اُڈیشہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسیح ومہدی کی خلافت جو علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی وہ عارضی نہیں بلکہ تا قیامت اس کا سلسلہ رہنا ہے

ہر احمدی کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس میں اور اس کے غیر میں تقویٰ ایک واضح لکیر کھینچتا ہے

مسیح موعود کے زمانہ میں شیطان کا مغلوب ہونا مقدر ہے مگر اس کیلئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی تابعدار بننا ہوگا، اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی

دعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے، وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے

اے مسیح محمدی کے غلامو! تم وہ نمازیں ادا کرو، وہ عبادات بجا لاؤ جس کے اسلوب ہمیں مسیح محمدی نے سکھائے

اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک بہت بڑا انعام نظام خلافت کا انعام ہے، جو بھی اس انعام کی قدر کرتے ہوئے اس انعام سے منسلک رہے گا اور جو دعاؤں سے اسکی آبیاری کرتا رہے گا، وہ شیطان کے وسوسوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے گا وہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی الٰہی وعدوں کے مطابق اپنی جنت کا سامان کرنے والا ہوگا

خلافت احمدیہ کی نئی صدی میں داخل ہونے کیلئے بھی خالصۃً اسکا ہو کر دعاؤں میں وقت گزارنا چاہئے

دعاؤں کے ساتھ اور پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس صدی کو الوداع کہیں اور نئی صدی میں داخل ہوں

(صد سالہ خلافت جوبلی منصوبہ کے روحانی پروگرام میں شامل دعاؤں کی تفصیل وتشریح اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو نہایت اہم تاکیدی نصائح)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2007ء کے موقع پر امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

آج بھی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلسہ سالانہ 2007ء کی تقریر میں سے چند باتیں بیان کروں گا۔ پورا بیان تو ممکن نہیں ہے اور جو بیان کروں گا وہ بھی مکمل طور پر اُن امور کا احاطہ نہیں کرتا جو آپ نے بیان فرمایا ہے۔ وہ تو علم ومعرفت کا ایک خزانہ ہے جس کو کھول کر آپ نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اس عظیم خزانہ سے فیض پانے کیلئے ہمیں آپ کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس ایک احمدی کو ہمیشہ اس مقصد کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے تا کہ ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے، پاک دل کے ساتھ، ان نصائح پر عمل کرنے والے بنتے چلے جائیں اور ان توقعات پر پورا اترنے کی سعی کرتے چلے جائیں جس کے قائم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا۔

بعثت مسیح موعودؑ کی غرض

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین کے نزدیک ہوگا۔ بعد اسکے کہ بہت دُور ہو گیا تھا۔‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد 3، حاشیہ 293 تا 294)

آپ نے جو یہ فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے۔ کیا یہ سچائی اور ایمان کا زمانہ صرف آپ کی زندگی تک محدود تھا؟ کیا ایمان کو ثریا سے واپس لانا صرف اس وقت تک ہی تھا جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود کو اس دنیا میں رکھنا تھا۔ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسکی پیشگوئی فرمائی تھی کہ میرے مسیح اور مہدی کا دور قیامت تک چلنا ہے۔ وہ مسیح اور مہدی جو خاتم الخلفاء ہے۔ اس کے بعد اس کی خلافت جو علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی، وہ عارضی نہیں بلکہ تا قیامت اس کا سلسلہ رہنا ہے تا کہ جس ایمان کا واپس لانا اُس مسیح ومہدی کیلئے مقدر ہے، جو یقیناً خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ساتھ ہی انجام پا سکتا ہے جس کیلئے خدا تعالیٰ نے آپ سے وعدے فرمائے تھے اور کئی دفعہ الہام ہوا کہ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ یعنی میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ وہ ایمان زمین پر آنے کے بعد پھر قائم ہوگا اور اپنے مسیح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اس نے قائم رہنا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ خلافت سے وابستہ رہ کر جماعت احمدیہ نے اس ایمان کی حفاظت بھی کرنی ہے اور اسے قائم بھی رکھنا ہے۔ لیکن اس ایمان کا رہنا ان کے ساتھ مقدر ہے جن کے دل تقویٰ سے پُر ہوں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور یہی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد آپ کے ماننے والوں، آپ کی تعلیم پر عمل کرنے والوں، اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنے والوں کی بھی مدد کرنی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زندہ خدا سے ہمارا تعلق جوڑنے کے جو اسلوب ہمیں سکھلائے ہیں ان پر عمل کر کے ہی آسمان زمین کے نزدیک ہوگا۔ ہماری دعاؤں کو ہمارا خدا سنے گا اور ہم دنیا کو دعوت دے سکیں گے کہ آؤ اس خدا کے فضلوں کے نظارے دیکھو جو آج اپنے وعدوں کے مطابق اپنے مسیح ومہدی کے ماننے والوں کو بھی وہ نظارے دکھا رہا ہے۔ ہر دن جماعت احمدیہ پر اپنی برکات وفیوض لے کر طلوع ہوتا ہے اور آسمان سے زمین کے نزدیک ہونے کے نظارے ہم ہر روز دیکھتے ہیں۔ پس آؤ اور ہم سے اس تمام طاقتوں کے مالک خدا سے زندہ تعلق قائم کرنے کے طریقے سیکھو۔

حقیقی تقویٰ کیا ہے؟

حقیقی تقویٰ کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا وَّیُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ (الانفال: 30) وَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ نُوۡرًا تَمۡشُوۡنَ بِہٖ (الحدید: 29) یعنی اے ایمان والو اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتّقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نُور دیا جائے گا جس نُور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آ جائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں، تمہارے حواسکی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 177 تا 178)

پس ہر احمدی کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس میں اور غیر میں تقویٰ ایک واضح لکیر کھینچتا ہے اور اگر اس واضح فرق کے ساتھ ایک احمدی اپنے شب و روز گزار رہا ہوگا تو تبھی وہ خود بھی نورانی راہوں پر چلنے والا ہوگا اور دوسروں کو وہ وہی راہیں دکھا سکے گا جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والی ہیں۔ آپؑ نے اپنی تقریر میں ایک جگہ فرمایا کہ ’’جو متقی نہیں وہ قرآن کے نُور سے کچھ روشنی نہ پا سکے گا‘‘ کیونکہ یہی بات ہمیں قرآن

کریم نے بتائی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرہ:2 تا 3) یعنی یہ کتاب اُنہی کو ہدایت نصیب کرتی ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جب اور جن میں تقویٰ نہیں وہ اندھے ہیں۔ پس یہ روحانی ہتھیار ہے جس کی فی زمانہ ضرورت ہے۔ اور اس سے ہم نے شیطان کا مقابلہ کرنا ہے۔ مسیح موعود کے زمانہ میں شیطان کا مغلوب ہونا مقدر ہے مگر اس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی تابعدار بننا ہوگا، اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔

آپؑ نے ہمیں بتایا کہ اس زمانہ میں شیطان نے ایسے دجل سے کام لینا ہے جسکی پہلے مثال نہیں مل سکتی لیکن شیطان سے مقابلہ اور اسے شکست دینا بھی اس زمانہ میں مقدر ہے۔ اور اب وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء ہی ہے جس نے شیطان کے تمام دجل پاش پاش کرنے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’یاد رکھنا چاہئے کہ دجّال اصل میں شیطان کے مظہر کو کہتے ہیں جس کے معنے ہیں راہِ ہدایت سے گمراہ کرنے والا۔ لیکن آخری زمانہ کی نسبت پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس وقت شیطان کے ساتھ بہت جنگ ہوں گے لیکن آخر کار شیطان مغلوب ہو جائے گا۔‘‘

فرماتے ہیں کہ ’’گو ہر نبی کے زمانہ میں شیطان مغلوب ہوتا رہا ہے مگر وہ صرف فرضی طور پر تھا۔ حقیقی طور پر اس کا مغلوب ہونا مسیح کے ہاتھوں سے مقدر تھا اور خدا تعالیٰ نے یہاں تک غلبہ کا وعدہ دیا ہے کہ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (آل عمران:56) فرمایا ہے کہ تیرے حقیقی تابعداروں کو بھی دوسروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ غرض شیطان اس آخری زمانہ میں پورے زور سے جنگ کر رہا ہے مگر آخری فتح ہماری ہی ہوگی۔‘‘

آپ نے فرمایا کہ شیطان سے فتح تو اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق مجھے ملنی ہی ہے لیکن شیطان پر وہی غلبہ پاسکیں گے جو تیرے حقیقی تابعدار ہوں گے، وہ ہر دجل سے بچنے والے ہوں گے جو اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں گے جسکے ساتھ مَیں بھیجا گیا ہوں۔

آپؑ کشتیٔ نوح میں فرماتے ہیں کہ ’’واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرلینا کچھ چیز نہیں جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اُس میرے گھر میں داخل ہوجاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّىْ اُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِى الدَّارِ ۔ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے مَیں اُس کو بچاؤں گا۔‘‘ (کشتیٔ نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 10، مطبوعہ لندن)

پس ہر مصیبت سے، ہر مشکل سے، ہر بلا سے، ہر حملہ سے بچنے کیلئے یہ ایک نسخہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے۔ پس اگر ہم سچے دل سے آپ کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں گے تو خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ہمیں ہر بلا اور دجل اور شیطان کے حملہ سے بچائے گا بلکہ اپنے فضل سے ہمارے ہاتھوں میں وہ روحانی ہتھیار دے گا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے اور جن کے استعمال سے اس زمانہ میں ہم نے شیطان پر غالب آنا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ’’مگر یاد رکھنا چاہئے کہ اس کا مارنا‘‘ یعنی شیطان کا مارنا ’’صرف اسی قدر نہیں ہے کہ صرف زبان سے ہی کہہ دیا جائے کہ شیطان مر گیا ہے اور وہ مر جائے۔ بلکہ تم لوگوں کو عملی طور پر دکھانا چاہئے کہ شیطان مر گیا۔ شیطان کی موت قال سے نہیں بلکہ حال سے ظاہر کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آخری مسیح کے زمانہ میں شیطان بالکل مر جائے گا۔ گو شیطان ہر ایک انسان کے ساتھ ہوتا ہے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مسلمان ہو گیا تھا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس زمانہ میں شیطان کی بالکل بیخ کنی کر دی جائے گی۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ شیطان لاحَول سے بھاگتا ہے۔ مگر وہ ایسا سادہ لوح نہیں کہ صرف زبانی طور پر لاحَول کہنے سے بھاگ جائے۔ اس طرح سے تو خواہ سو دفعہ لَاحَوْل پڑھا جاوے وہ نہیں بھاگے گا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس کے ذرہ ذرہ میں لَاحَوْل سرایت کر جاتا ہے اور جو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور استعانت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس سے ہی فیض حاصل کرتے رہتے ہیں وہ شیطان سے بچائے جاتے ہیں اور وہی لوگ ہوتے ہیں جو فلاح پانے والے ہوتے ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ یہ جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی ابتدا بھی دعا سے ہی کی ہے اور پھر اس کو ختم بھی دعا پر ہی کیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان ایسا کمزور ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر پاک ہو ہی نہیں سکتا اور جب تک خدا تعالیٰ سے مدد اور نصرت نہ ملے، یہ نیکی میں ترقی کر ہی نہیں سکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب مُردے ہیں مگر جس کو خدا زندہ کرے اور سب گمراہ ہیں مگر جس کو خدا ہدایت دے اور سب اندھے ہیں مگر جس کو خدا بینا کرے۔‘‘

ایک جگہ فرمایا کہ ’’تم اپنے تئیں پاک مت ٹھہراؤ کیونکہ کوئی پاک نہیں جب تک خدا پاک نہ کرے۔‘‘

(ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 399، جدید ایڈیشن)

دعا کی ضرورت اور حقیقت

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’غرض یہ سچی بات ہے کہ جب تک خدا کا فیض حاصل نہیں ہوتا تب تک دنیا کی محبت کا طوق گلے کا ہار رہتا ہے اور وہی اس سے خلاصی پاتے ہیں جن پر خدا اپنا فضل کرتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کا فیض بھی دعا سے ہی شروع ہوتا ہے۔ لیکن یہ مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے بلکہ دعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پنجابی میں ایک شعر ہے ؎

’’جو منگے سو مر رہے۔ مرے سو منگن جا‘‘

یعنی اپنا سب کچھ فنا کر کے خدا کے حضور حاضر ہو گے جس طرح ایک فقیر ہوتا ہے تو پھر فیضیاب ہو گے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’دعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے۔ وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ کیا دعا ہے کہ منہ سے تو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہتے رہے اور دل میں خیال رہا کہ فلاں سودا اس طرح کرنا ہے، فلاں چیز رہ گئی ہے، یہ کام یوں چاہئے تھا، اگر اس طرح ہوجائے تو پھر یُوں کریں گے۔ یہ تو صرف عمر کا ضائع کرنا ہے۔ جب تک انسان کتاب اللہ کو مقدم نہیں کرتا اور اسی کے مطابق عملدرآمد نہیں کرتا تب تک اسکی نمازیں محض وقت کا ضائع کرنا ہے۔

دعا کے لوازمات اور نتائج

قرآن مجید میں تو صاف طور پر لکھا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (المومنون:2 تا 3) یعنی جب دعا کرتے کرتے انسان کا دل پگھل جائے اور آستانۂ الوہیت پر ایسے خلوص اور صدق سے گر جاوے کہ بس اسی میں محو ہو جاوے اور سب خیالات کو مٹا کر اسی سے فیض اور استعانت طلب کرے اور ایسی یکسوئی حاصل ہو جائے کہ ایک قسم کی رقّت اور گداز پیدا ہو جائے تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے جس سے دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دو محبتیں ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتیں جیسے لکھا ہے ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دُوں
ایں خیال است ومحال است وجنوں

اسی لئے اسکے بعد ہی خدا فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المومنون:4) یہاں لغو سے مراد دنیا ہے یعنی جب انسان کو نمازوں میں خشوع اور خضوع حاصل ہونے لگ جاتا ہے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اسکے دل سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ پھر وہ کاشتکاری، تجارت، نوکری وغیرہ چھوڑ دیتا ہے بلکہ وہ دنیا کے ایسے کاموں سے جو دھوکا دینے والے ہوتے ہیں اور جو خدا سے غافل کر دیتے ہیں اعراض کرنے لگ جاتا ہے، کام ساتھ ساتھ چلتے ہیں لیکن اللہ کا خوف اور اللہ کی یاد ہر وقت دل میں رہتی ہے۔

فرماتے ہیں: ”رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ (النور:38) یعنی ہمارے ایسے بندے بھی ہیں جو بڑے بڑے کارخانۂ تجارت میں ایک دم کیلئے بھی ہمیں نہیں بھولتے۔ خدا سے تعلق رکھنے والا دنیا دار نہیں کہلاتا بلکہ دنیا دار وہ ہے جسے خدا یاد نہ ہو۔‘‘ (ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 401، حاشیہ، جدید ایڈیشن)

فرمایا: ’’اور ایسے لوگوں کی گریہ و زاری اور تضرع اور ابتہال اور خدا کے حضور عاجزی کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص دین کی محبت کو دنیا کی محبت، حرص لالچ اور عیش وعشرت سب پر مقدم کرلیتا ہے کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک نیک فعل دوسرے نیک فعل کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور ایک بد فعل دوسرے بدفعل کی ترغیب دیتا ہے۔ جب وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کرتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طبعاً وہ لغو سے اعراض کرتے ہیں اور اس گندی دنیا سے نجات پا جاتے ہیں اور اس دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو کر خدا کی محبت ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 401، جدید ایڈیشن)

پس عبادات ہیں جن کا اثر جسم و روح دونوں پر پڑتا ہے۔ پس اس طرف توجہ پیدا ہوگی تو ظاہری اخلاق بھی پیدا ہوں گے۔ روح بھی پاک ہوگی اور یہ چیزیں بھی ہر قسم کے دجل اور شیطان کے حملہ سے بچانے والی ہوں گی۔ عبادات ہیں جو جسم و روح میں انقلاب پیدا کر دیتی ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: ’’نماز عبادت کا مغز ہے۔‘‘

پس اس مغز کی حفاظت کریں گے تو اپنی عبادت کے حق ادا کرنے والے ہوں گے اور اپنے جسم و روح میں ایک انقلاب پیدا کرنے والے ہوں گے۔ ورنہ نمازیں پڑھنے والے تو ہم ہزاروں دیکھتے ہیں جن کے اخلاق ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے ایک شریف آدمی ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتا اور ان سے بچتا ہے۔ آج کل ہم کیا کچھ نہیں مشاہدہ کر رہے۔ بظاہر تو مسجدوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں جنہوں نے کشت وخون کے بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔ پس ایسے لوگ شیطان کو بھگانے والے نہیں ہو سکتے کیونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ مسیح کے زمانہ میں مسیح موعود کے ذریعہ سے شیطان پر غلبہ کا تھا۔

وہ نمازیں ادا کرو جس کے اسلوب ہمیں مسیح محمدی نے سکھائے

پس اے مسیح محمدی کے غلامو! تم وہ نمازیں ادا کرو، وہ عبادات بجالاؤ جس کے اسلوب ہمیں مسیح محمدی نے سکھائے۔ آپؑ فرماتے ہیں ’’یاد رکھنا چاہئے کہ نماز ہی وہ شے ہے جس سے تمام مشکلات آسان ہو جاتے ہیں اور سب بلائیں دور ہوتی ہیں۔ مگر نماز سے وہ نماز مراد نہیں جو عام لوگ رسم کے طور پر پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز مراد ہے جس سے انسان کا دل گداز ہو جاتا ہے اور آستانۂ احدیت پر گر کر ایسا محو ہو جاتا ہے کہ پگھلنے لگتا ہے۔ اور پھر یہ سمجھنا چاہئے کہ نماز کی حفاظت اس واسطے نہیں کی جاتی کہ خدا کو ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ تو غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ہے اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ضرورت ہے اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ انسان خود اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اسی لئے وہ خدا سے مدد طلب کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو جانا حقیقی بھلائی کا حاصل کرلینا ہے۔ ایسے شخص کی اگر تمام دنیا دشمن ہو جائے اور اسکی ہلاکت کے درپے رہے تو اسکا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں کروڑوں انسان بھی ہلاک کرنے پڑیں تو کر دیتا ہے اور اس ایک کی بجائے لاکھوں کو فنا

کر دیتا ہے۔ یاد رکھو! یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی۔ لیکن اکثر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں تو وہ نماز ان پر لعنت بھیجتی ہے۔‘‘
(ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 402 تا 403، جدید ایڈیشن)

پس آج اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بننے کیلئے جنکا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کیلئے اور ہر قسم کی بھلائیوں کے حصول کیلئے اور اپنی اور اپنی نسلوں کی حفاظت اور بقا کیلئے ایسی عبادتیں کرنی ہوں گی جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوں، نہ کہ وہ نمازیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے جو کہ نمازیوں پر لعنت بھیجتی ہیں اور جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے۔

پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دنیا کا کوئی دجل ہمارا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ شیطان کا کوئی حملہ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ دنیا ہزار ہماری تباہی اور بربادی کے منصوبے باندھے، ذرّہ بھر بھی ہمیں نقصان نہیں پہنچاسکتی بلکہ آپؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں کروڑوں کو بھی ہلاک کرنا پڑے تو کر دیتا ہے اور یہ کوئی پرانے قصے نہیں ہیں۔ آج بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق کہ میں تیرے اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں، نشانات دکھاتا چلا جارہا ہے اور آپؑ کی جماعت کو ختم کرنے کا دعویٰ کرنے والا ہر ہاتھ ہم نے فنا ہوتا دیکھا ہے۔ پس جب تک ہم حقیقی طور پر آپ کی طرف منسوب ہوتے ہوئے، آپ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے سچے عابد بنے رہیں گے، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے دیکھتے رہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں نے تو ضرور پورا ہونا ہے۔ اگر ہم میں سے ایک بھی اپنی عبادتوں کے معیار سے نیچے جائے گا تو اللہ تعالیٰ دس ایسے لوگ جو عبادتوں کا معیار قائم کرنے والے ہیں اپنے مسیح کو عطا فرمادے گا کیونکہ اب دجّال پر اور شیطان پر غلبہ اس مسیح کے ہاتھوں مقدر ہے اور کوئی طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس فیصلے میں روک ڈال سکے۔

اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں

پس آج ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے اور قائم رکھنے کیلئے مدد اور استعانت چاہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا اور جیسا کہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ گریہ وزاری اور تضرع اور ابتہال خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے حصول کا نسخہ بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’چاہیئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو۔‘‘
(ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 403، جدید ایڈیشن)

پس جب یہ حالت ہوگی تو ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے وارث بننے والے ہوں گے۔ ایک جگہ اس عبادت کی حقیقت جسے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے، بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’واضح ہو کہ اس عبادت کی حقیقت جسے اللہ تعالیٰ اپنے کرم و احسان سے قبول فرماتا ہے، (وہ درحقیقت چند امور پر مشتمل ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اسکی بلند و بالا شان کو دیکھ کر مکمل فروتنی اختیار کرنا، نیز اس کی مہربانیاں اور قسم قسم کے احسان دیکھ کر اسکی حمد و ثنا کرنا۔ اسکی ذات سے محبت رکھتے ہوئے اور اسکی خوبیوں، جمال اور نور کا تصور کرتے ہوئے اسے ہر چیز پر ترجیح دینا اور اس کی جنت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے دل کو شیطان کے وسوسوں سے پاک کرنا ہے۔‘‘ (اعجاز المسیح، عربی عبارات کا اردو ترجمہ بحوالہ تفسیر سورۃ الفاتحہ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام، صفحہ 201)

پس یہ حقیقت ہر احمدی کو پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ نمازوں کی احسن رنگ میں ادائیگی کے بعد یہ کیفیت ایک مومن پر طاری ہوگی تو وہ حقیقی مومن کہلائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی اور بلند و بالا شان کا تصور اس کو ہوگا تو پھر ہی ان امور اور ان احکامات کی طرف توجہ رہے گی جن کے سرانجام دینے کا اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کو حکم دیا ہے۔ پھر ہر وقت اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور انعامات کو سامنے رکھتے ہوئے اسکی حمد و ثنا کرنا، اس کا شکرگزار ہونا، ایک احمدی کا خاصہ ہونا چاہیئے۔ ایک احمدی کو اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور انعامات کا جتنا تجربہ ہے وہ کسی دوسرے کو ہو ہی نہیں سکتا۔

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے احسانوں میں سے ایک احمدی پر یہ کتنا عظیم احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ دنیا کی اکثر آبادی جسے شیطان نے وسوسوں میں ڈبویا ہوا ہے اور جس کے نتیجے میں وہ زمانے کے امام کے انکاری ہیں، ان وساوس سے ہمیں پاک کیا ہوا ہے۔ پس یہ ایسی باتیں ہیں جو ہمارے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں بڑھانے والی اور اس کی عبادتوں کی طرف توجہ دلانے والی ہیں اور ہونی چاہئیں۔ مسیح آخر الزمان کو اللہ تعالیٰ نے خاتم الخلفاء بنا کر بھیجا ہے۔ پس اللہ نے اپنے پیارے نبی حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰؐ کے اس عاشق صادق کو امام الزمان اور خاتم الخلفاء بنا کر جو بھیجا ہے تو اسی خاتم الخلفاء کی خلافت کا زمانہ بھی اب تا قیامت رہنا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کو اپنے دلوں میں بٹھانے والے، عاجزی انکساری میں بڑھنے والے، اللہ تعالیٰ کی ذات کا صحیح فہم و ادراک کرتے ہوئے اسے قادر و توانا سمجھنے والے، اسے طاقتوں کا سرچشمہ سمجھنے والے آج احمدی ہی ہیں جو اس یقین پر قائم ہیں کہ تمام نوروں کا منبع خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہی ہے جس نے اس زمانے کی تاریکی کو دور کرنے کیلئے اس خاتم الخلفاء کو دنیا میں بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر اسکی حمد و ثنا کے گیت گاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جانے والے احمدی ہی ہیں۔ پس جب تک ہم اس سوچ کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جائیں گے، اپنی زندگیاں گذارتے چلے جائیں گے، اپنے دلوں کو غیر اللہ سے کلیۃً پاک رکھیں گے، اس کی عبادتوں میں خالص رہیں گے، اپنی زبانوں کو اس کے ذکر سے تر رکھیں گے، تب تک اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے انعامات اور احسانات سے نوازتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام نظام خلافت کا انعام ہے

جیسے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک بہت بڑا انعام جو اس خاتم الخلفاء کے ذریعے سے اس نے جماعت احمدیہ کو دیا ہے وہ نظام خلافت کا انعام ہے۔ جو بھی اس انعام کی قدر کرتے ہوئے اس انعام سے منسلک رہے گا شیطان کے وسوسوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے گا اور جو دعاؤں سے اس کی آبیاری کرتا رہے گا وہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی الٰہی وعدوں کے مطابق اپنی جنت کا سامان کرنے والا ہوگا۔

آج ہم حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت کے سوویں سال سے گزر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال ہم نے خلافت احمدیہ کی نئی صدی کا استقبال کرتے ہوئے اس میں داخل ہونا ہے۔ جیسے کہ میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ان دعاؤں کی وجہ سے ہی بنا جاسکتا ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کا ہو کر کی جائیں۔

خلافت احمدیہ کی نئی صدی میں دعاؤں اور عبادات کے ساتھ داخل ہوں

پس خلافت احمدیہ کی نئی صدی میں داخل ہونے کیلئے بھی خالصۃً اسکا ہو کر دعاؤں میں وقت گذارنا چاہیئے تا کہ ہمیشہ اسکے انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں۔ اس لئے میں نے تقریباً دو سال ہوئے خطبہ جمعہ میں خلافت کی نئی صدی کے استقبال کیلئے دعاؤں اور بعض نفلی عبادتوں کے ساتھ داخل ہونے کی تحریک کی تھی جس میں تقریباً دس ماہ کا عرصہ رہ گیا ہے جب جماعت پر اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو سو سال پورے ہو جائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ اس پر عمل بھی ہو رہا ہوگا۔

آج میں ان دعاؤں سے متعلق یاددہانی کرواتے ہوئے ہر احمدی سے کہتا ہوں کہ بقایا عرصے میں ایک توجہ کے ساتھ ان دعاؤں کو پڑھیں تا کہ جب ہم اگلی صدی میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرتے ہوئے داخل ہوں تو اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات سے پہلے سے بڑھ کر جماعت احمدیہ فیض پا رہی ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے احسانات جماعت پر نازل فرما رہا ہو۔

پس ہر احمدی پہلے سے بڑھ کر اپنی دعاؤں کے نذرانے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے والا بن جائے۔ ہر دعا جس کے پڑھنے کی تحریک کی گئی تھی اپنے اندر برکات سمیٹے ہوئے ہے اور خلافت کے حوالے سے بھی اسکی بڑی اہمیت ہے۔ ان کا میں مختصر ذکر کر دیتا ہوں۔

صد سالہ خلافت جوبلی منصوبہ کے روحانی پروگرام میں شامل دعاؤں کی تفصیل و تشریح

سورۃ الفاتحہ: ان دعاؤں میں سورۃ الفاتحہ ہے۔ کچھ تفصیل کے ساتھ اس پر غور کریں تو اس کا ہر ہر لفظ دین کے قیام و استحکام، اسی طرح خلافت کی مضبوطی اور ہر احمدی کے اپنے ایمان میں ترقی کیلئے ایک عظیم الشان دعا ہے۔ یہ ایک ایسا نور کا مینار ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق جوڑنے کا راستہ دکھاتا ہے اور یہ سورت قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’سورۃ الفاتحہ کا ایک نام ام القرآن بھی ہے کیونکہ وہ تمام قرآنی مطالب پر احسن پیرایہ میں حاوی ہے اور اس نے سیپ کی طرح قرآن کریم کے جواہرات اور موتیوں کو اپنے اندر لیا ہوا ہے اور یہ سورۃ علم و عرفان کے پرندوں کیلئے گھونسلوں کی مانند بن گئی ہے۔‘‘ (اعجاز المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 74، عربی عبارت کا اردو ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد اول، صفحہ 3)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’سورت فاتحہ کے بہت سے نام ہیں جن میں سے پہلا نام فاتحۃ الکتاب ہے اور اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ قرآن مجید اسی سورت سے شروع ہوتا ہے نماز میں بھی پہلے یہی سورت پڑھی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ سے جو رب الارباب ہے دعا کرتے وقت اسی (سورت) سے ابتدا کی جاتی ہے اور میرے نزدیک اس سورت کو فاتحہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو قرآن کریم کے مضامین کیلئے حَکَم قرار دیا ہے اور جو اخبارِ غیبیہ اور حقائق و معارف قرآن مجید میں احسان کرنے والے خدا کی طرف سے بیان کیے گئے ہیں وہ سب اس میں بھر دیئے گئے ہیں اور جن امور کا انسان کو مبدء و معاد (دنیا و آخرت) کے سلسلے میں جاننا ضروری ہے وہ سب اس میں موجود ہیں مثلاً وجود باری، ضرورت نبوت اور مومن بندوں میں سلسلہ خلافت کے قیام پر استدلال اور اس سورت کی سب بڑی اور اہم خبر یہ ہے کہ یہ سورت مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کے زمانے کی بشارت دیتی ہے۔‘‘ (اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 70 تا 71، عربی عبارت کا اردو ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد اول، صفحہ 1)

پس اسکے ہر ہر لفظ پر غور کر کے پڑھنا روحانی ترقی کا باعث ہے اور روحانیت میں ترقی پھر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بناتی ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی چار صفات بیان کی گئی ہیں۔ یعنی رب العالمین، رحمان، رحیم، مالک یوم الدین۔ ان صفات کا ذکر میں کافی حد تک اپنے خطبات میں کر چکا ہوں اس وقت میں مختصراً حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے سے اس کا تعلق بیان کر دیتا ہوں جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے الفاظ میں ہی بیان کروں گا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَلْاَیْمَنُ فَالْاَیْمَنُ (اربعین اطفال)
(دائیں طرف والا دائیں طرف والا ہی ہے)
طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’الحمد للہ کا مظہر رسول اللہ کے دو ظہوروں محمدؐ اور احمدؐ میں ہوا۔اب نبی کاملؐ کی ان صفات اربعہ کو بیان کر کے صحابہ کرام کی تعریف میں پورا بھی کر دیا۔گویا اللہ تعالیٰ ظلّی طور پر اپنی صفات دینا چاہتا ہے۔اس لئے فنافی اللہ کے یہی معنی ہیں کہ انسان الٰہی صفات کے اندر آ جائے۔اب دیکھو کہ ان صفات اربعہ کا عملی نمونہ صحابہؓ میں کیسا دکھایا۔ جب رسول اللہؐ پیدا ہوئے تو مکہ کے لوگ ایسے تھے جیسے بچہ دودھ پینے کا محتاج ہوتا ہے۔گویا ربوبیت کے محتاج تھے۔ وحشی اور درندوں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔آنحضرتؐ نے ماں کی طرح دودھ پلا کر ان کی پرورش کی۔پھر رحمانیت کا پرتو کیا۔ وہ سامان دیئے کہ جن میں کوشش کو کوئی دخل نہ تھا۔قرآن کریم جیسی نعمت اور رسول کریمؐ جیسا نمونہ عطا فرمایا۔پھر رحیمیت کا ظہور بھی دکھلایا کہ جو کوششیں کیں ان پر نتیجے مترتب کیے۔ان کے ایمانوں کو قبول فرمایا اور نصاریٰ کی طرح ذلالت میں نہ پڑنے دیا بلکہ ثابت قدمی اور استقلال عطا فرمایا۔کوشش میں یہ برکت ہوتی ہے کہ خدا ثابت قدم کر دیتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں کوئی مرتد نہ ہوا، دوسرے نبیوں کے احباب میں ہزاروں ہوتے تھے۔‘‘

(الحکم 24/جنوری 1901ء صفحہ 4،بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 171)

فرماتے ہیں: ’’غرض رسول اللہ کی رحیمیت کا اثر تھا کہ صحابہ میں ثبات قدم اور استقلال تھا۔ پھر مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کا عملی ظہور صحابہ کی زندگی میں یہ ہوا کہ خدا نے ان میں اور ان کے غیروں میں فرقان رکھ دیا یا جو معرفت اور خدا کی محبت دنیا میں ان کو دی گئی یہ ان کی دنیا میں جزا تھی۔اب قصہ کوتاہ کرتا ہوں کہ صحابہ رضی اللہ عنھم میں ان صفاتِ اربعہ کی تجلی چمکی لیکن بات بڑی غور طلب ہے کہ صحابہ کی جماعت اتنی ہی نہ سمجھو جو پہلے گذر چکے بلکہ ایک اور گروہ بھی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ بھی صحابہ میں داخل ہے جو احمد کے بروز کے ساتھ ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا ہے وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی صحابہ کی جماعت کو اسی قدر نہ سمجھو بلکہ مسیح موعود کے زمانے کی جماعت بھی صحابہ ہی ہوگی۔اس آیت کے متعلق مفسروں نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعود کی جماعت ہے مِنْهُمْ کے لفظ سے پایا جاتا ہے کہ باطنی توجہ اور استفاضہ صحابہؓ ہی کی طرح ہوگا۔صحابہؓ کی تربیت ظاہری طور پر ہوئی تھی مگر ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔وہ بھی رسول اللہ ہی کی تربیت کے نیچے ہوں گے۔اس لئے سب علماء نے اس گروہ کا نام صحابہ ہی رکھا ہے۔جیسے ان صفات اربعہ کا ظہور ان صحابہ میں ہوا تھا ویسے ہی ضروری تھا کہ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کی مصداق جماعت صحابہ میں بھی ہو۔‘‘

(الحکم 24/جنوری 1901ء، صفحہ 4،بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد اول، صفحہ 172)

پس آنحضرتؐ کے اس عاشق صادق سے فیض پانے والے اور آپؑ کے حلقہ بیعت میں آپؑ کی زندگی میں شامل ہونے والے بھی اس زمانے میں جب آپ کو ظہور ہوا کسی ایسے مسیحا کی تلاش میں تھے جو روحانی دودھ لانے والا ہو۔ایک بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی قرآن کریم کی تعلیم سے دور جا پڑی تھی۔ ایمان آنحضرتؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق ثریا پر جا چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی صفت ربوبیت کا پرتو بنا کر مسیح الزمان کو دنیا میں بھیجا اور اس نے بھی اپنے آقا و مطاعؐ کی طرح اپنے صحابہ کی اس دودھ سے پرورش کی جس کے سوتے درحقیقت قرآنی تعلیم سے ہی پھوٹ رہے تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا نتیجہ ہے کہ آپ کو بھی اس کا مظہر بناتے ہوئے قرآن کریم کے علوم و معارف کا دریا حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے اس زمانے میں جاری فرما دیا اور پھر یہ بھی اس رحمانیت کا نتیجہ ہے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا فیض بھی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے جاری فرمایا جس کے تا قیامت رہنے کا وعدہ دیا ہے اور پھر رحیمیت کی صفت کا اظہار ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اپنے وعدوں کے مطابق پہلوں سے جوڑتے ہوئے وہ جماعت صحابہ عطا کی جنہوں نے ثبات قدم اور قربانیوں کی اعلیٰ مثالیں قائم فرمائیں، عبادتوں میں بڑھنے کی کوششیں کیں اور یوں ان کوششوں کی وجہ سے وہ رحیمیت سے فیض پانے والے بھی ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو حاصل کرنے والے بھی ہوئے۔

رحیمیت کا یہ فیض آج بھی جاری ہے اس حَکَم اور عدل سے تعلق جوڑنے والے اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر عمل کرنیوالے آج بھی ان انعامات کو اور ان فضلوں کو پانے والے ٹھہریں گے جن سے پہلوں نے فیض پایا تھا۔پس یہ فیض اس وقت تک ملتا رہے گا جب تک مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے مضمون کو سمجھتے ہوئے اپنے عملوں کو اس کی تعلیم کے مطابق ڈھالتے رہیں گے اور اسکے نتیجے میں خدا کی محبت اور معرفت کو ہر چیز پر مقدم رکھیں گے اور یہ معرفت اور محبت الٰہی ہے جو پھر جزا بن کر ہمیں دوسروں سے ممتاز کرنے والی ہوگی اور یہ انعامات کا سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ چلتا رہے گا۔

پس سورۃ الفاتحہ میں بیان شدہ ان چار صفات کے اس مضمون کو بھی سامنے رکھتے ہوئے ہر احمدی کو اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہمیشہ ہمیں فیضاب کرتا رہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اس نے اپنی نعمتوں سے ہمیں فیض پہنچانے کیلئے، ہمیں یہ بتانے کیلئے کہ تمہاری عبادتیں بھی میرے فضل کے بغیر تمہارے کسی کام نہیں آ سکتیں یہ دعا سکھائی ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

حضرت مسیح موعودؑ اس ضمن میں فرماتے ہیں: ’’دیکھو اللہ تعالیٰ نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ کی تعلیم دی ہے۔ اب ممکن تھا کہ انسان اپنی قوت پر بھروسہ کر لیتا اور خدا سے دور ہو جاتا اس لئے ساتھ ہی اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی تعلیم دے دی کہ یہ مت سمجھو کہ یہ عبادت جو میں کرتا ہوں اپنی قوت اور طاقت سے کرتا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی استعانت جب تک نہ ہو اور خود وہ پاک ذات جب تک توفیق اور طاقت نہ دے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔‘‘

(الحکم 24/جنوری 1901ء، صفحہ 4،بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد اول، صفحہ 204)

پس اس دعا کو بھی بار بار دہرانا چاہئے کہ اے اللہ تیرے انعامات جو مسیح موعودؑ کے ساتھ مخصوص ہیں، ان کا حصول تو نے اپنی تعلیم پر عمل اور عبادتوں کے ساتھ مشروط کیا ہے اور یہ دعائیں اور عبادتیں کرنے کا ہم حق ادا نہیں کر سکتے اگر تیری مدد شامل حال نہ ہو۔ پس ان عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کیلئے بھی ہماری مدد فرما تا کہ ہم تیرے انعامات سے ہمیشہ حصہ لیتے چلے جائیں۔پس ہمیں اپنی مدد سے ہمیشہ متمتع کرتے رہنا تا کہ ہم تیری عبادت کرتے ہوئے ہمیشہ راہِ ہدایت پر چلتے رہیں اور اس راہِ ہدایت پر چلنے کیلئے یہ دعا سکھائی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ’’کلام الٰہی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے معنی یہ ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں سیدھا راستہ دکھا اور ہمیں اس راستے پر قائم رکھ جو تیری جناب تک پہنچاتا ہو اور تیری سزا سے بچاتا ہو۔‘‘ (اعجاز المسیح ،روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 175، عربی عبارت کا اردو ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 219)

اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کے راستے ان لوگوں کی پیروی سے حاصل ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ ہیں۔پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے اس انعام یافتہ اور تائید یافتہ کے ماننے والے ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور اسکی تائید میں وہ نشانات دکھائے جن کا اعلان آنحضرتؐ نے فرمایا تھا، جس کی اطلاع آنحضرتؐ نے دی تھی۔جن میں سے ایک عظیم الشان نشان چاند اور سورج کا گرہن تھا جو اپنے وقت پر لگا۔پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس یقین پر قائم نہ ہوں کہ آنے والا مسیح اور خاتم الخلفاء آ گیا جس کی پیشگوئی آنحضرتؐ نے فرمائی تھی اور اس کو ماننا یقینا سزا سے بچانے والا ہے۔ہم حضرت مسیح موعودؑ کو مان کر نہ صرف سزا سے بچائے جانے والے بنے بلکہ اس دعا کی بدولت دائمی طور پر ان انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہو گئے جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ہمیشہ کیلئے خلافت کا نظام جاری فرما دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں اپنے فضل اور عنایت سے اسی دنیا میں ضرور خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے قبل نیکوکاروں اور متقیوں کو خلیفہ بنایا تھا۔‘‘

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 176، عربی عبارت کا اردو ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد اول، صفحہ 222)

قرآن کریم میں سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور:56)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ’’پس قرآن کریم سے ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں میں روزِ قیامت تک خلفاء آتے رہیں گے اور یہ کہ آسمان سے کوئی نہیں آئے گا بلکہ یہ سب لوگ اس امّت سے مبعوث کئے جائیں گے۔‘‘ (اعجاز المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 177، عربی عبارت کا اردو ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 223-222)

اور پیشگوئی کے مطابق جس مسیح اور مہدی اور خاتم الخلفاء نے آنا تھا اس نے بھی اسی امت سے مبعوث ہونا تھا۔ پس آنحضرتؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق چودہویں صدی میں وہ مسیح اور مہدی اور خاتم الخلفاء مبعوث ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو پورا کر دیا۔اس کو ماننے والے امن میں آ گئے اور جیسا کہ آپ نے رسالہ الوصیت میں فرمایا تھا کہ میرے جانے کے بعد تم دوسری قدرت بھی دیکھو گے جس کا سلسلہ دائمی ہے۔اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی پورا ہوتے ہم گزشتہ سو سال سے دیکھ رہے ہیں۔پس دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس انعام سے ہمیشہ فیض یاب کرتا رہے اور کبھی ایسے عمل سرزد نہ ہوں جس سے اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے آنے والے بنیں یا اس گروہ میں شامل ہوں جو گمراہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے آئے۔ پس سورۃ الفاتحہ ایک ایسی دعا ہے جو خلافت کے حوالے سے بھی بڑے غور سے پڑھنے والی دعا ہے۔

درود شریف کی اہمیت و برکات

پھر دعاؤں میں درود شریف پڑھنے کی تحریک کی گئی تھی۔ درود شریف کی بھی کتنی اہمیت ہے، اس سے کیا برکات ہم حاصل کرتے ہیں۔اس بارہ میں آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجا کرو۔تمہارا مجھ پر درود بھیجنا خود تمہاری پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔

(جلاء الافھام مؤلفہ ابن قیم الجوزیہ، باب ماجاء فی صلوۃ علیٰ رسول اللہ، الفصل الاول، حدیث 22)

پس مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہو کر دلوں کو پاک کرنا ہی اصل مقصود ہے اور اسکا نسخہ آنحضرتؐ نے ہمیں بتایا کہ مجھ پر درود بھیجو جو تمہاری پاکیزگی کا باعث بنے گا اور تمہاری دینی، دنیاوی اور روحانی ترقی ہوگی اور اللہ تعالیٰ ان راستوں کی طرف تمہاری راہنمائی فرمائے گا جو جنت کی طرف لے جانے والے راستے ہیں۔

اس بارہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس شخص نے مجھ پر درود بھیجنا چھوڑ دیا وہ جنت کی راہ کھو بیٹھا۔‘‘ (سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا، باب صلاۃ النبیؐ)

جنت کی راہ کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہ

ہے۔ دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بنتا ہے لیکن یہ درود بھی اسکے الفاظ کو سمجھتے ہوئے اور دلی خلوص سے بھیجنا ضروری ہے۔ آنحضرتؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ ’’جو شخص مجھ پر دلی خلوص سے درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا اور اسے دس درجات کی رفعت بخشے گا اور اس کی دس نیکیاں لکھے گا۔‘‘

(جلاء الافہام مؤلفہ ابن قیم الجوزیہ، باب ما جاء فی صلوۃ علیٰ رسول اللہ، الفصل الاول، حدیث 145)

پس یہ درود ہے جو اعلیٰ معیاروں کی طرف لے جانے والا ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ نے درود کی اہمیت کس طرح ہم پر واضح کی اس بارے میں آپ اپنے ایک الہام میں فرماتے ہیں وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا یعنی ’’اور جو کچھ خدا نے چاہا وہ ہونا ہی تھا‘‘ کا ذکر کرنے کے بعد پھر آگے فرماتے ہیں کہ ’’پھر بعد اس کے جو الہام ہے وہ یہ ہے کہ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاءؐ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ اس سرورِ کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے (یعنی اس سے محبت کرنے والے سے خدا بھی محبت کرتا ہے اور جو اس کے نبی کا خادم ہے ایک دنیا اس کی خادم بن جاتی ہے۔ فرماتے ہیں) اس مقام میں مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل وجان اس سے معطر ہو گیا اسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ (فرشتے لے کر آتے ہیں صاف ومصفّٰی پانی) اور ایک نے ان میں سے کہا یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں۔ اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ ملاءِ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادۂ الٰہی احیائے دین کیلئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاءِ اعلیٰ پر شخصِ محیی کے تعیّن ظاہر نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحْیِی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا هٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن، جلد اول، صفحہ 597 تا 598، حاشیہ درحاشیہ)

پس اس زمانے میں اس زمانے کے امام اور مسیح آخر الزمان جن کو اللہ تعالیٰ نے احیاء دین کیلئے مبعوث فرمایا ہے ان کو یہ مقام اپنے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ کے عشق ومحبت میں ڈوبنے اور آپ پر درود بھیجنے سے ملا۔ پس آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں سے فیض اٹھانے کیلئے مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد یہی نسخہ ہمیں استعمال کرنا ہوگا۔ ان انعامات کا تا قیامت وارث رہنے کیلئے ہمیں سچے دل سے اور خلوصِ نیت کے ساتھ آنحضرتؐ پر سلام بھیجنا ہوگا اور درود بھیجنا ہوگا۔ پس ہر احمدی اپنی تمام دعاؤں پر اس دعا کو مقدم رکھے تو جہاں وہ روحانی ترقی کی منزلیں طے کرنے والا ہوگا وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نشان بھی دیکھنے والا ہوگا۔ اللہ کے رسولؐ نے ہمیں اس بات کی ضمانت دی ہے کہ جو دعا اللہ کی ثناء اور مجھ پر درود بھیجتے ہوئے کی جائے وہ تمہاری حاجات پوری کرنے کا باعث بنے گی۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ خلوص شرط ہے اور اگر خلوص کے ساتھ ان الفاظ کی گہرائی اور حکمت کا بھی علم ہو جائے تو دل کے درد کے ساتھ دعا نکلتی ہے۔ اس لئے میں اس کی کچھ تھوڑی سی وضاحت لُغوی طور پر بھی کر دیتا ہوں۔ اہل لغت کے نزدیک اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ کی دعا کا معنی یہ ہوگا کہ اے اللہ! تو محمدؐ کو اس دنیا میں ان کا ذکر بلند کر کے، ان کے پیغام کو کامیابی اور غلبہ عطا فرما کر اور ان کی شریعت کے لئے بقا اور دوام مقدر کر کے عظمت عطا فرما جبکہ آخرت میں ان کی امت کے حق میں شفاعت کو قبول فرما کر اور ان کے اجر وثواب کو کئی گنا بڑھا کر دینے کے ذریعہ انہیں عظمت سے ہمکنار فرما۔ پھر اہل لغت کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ پر درود شریف کے متعلق حدیث میں بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ کے الفاظ آئے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ تو نے جو بھی عزت و عظمت اور عظیم شان اور بزرگی آنحضرتؐ کیلئے مقدر فرمائی ہوئی ہے اس کو ان کیلئے قائم فرما دے اور اسے ہمیشگی اور دوام بخش دے۔ تقریباً ملتے جلتے الفاظ ہیں۔ بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا ہمیں آنحضورا پر درود بھیجنے کا جو حکم ہے تو ہم اس کا حق ادا کرنے سے قاصر ہیں اس لئے ہم اس بات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تو ہی محمدؐ پر رحمت نازل فرما کیونکہ تجھے سب سے زیادہ اس بات کا علم ہے کہ وہ کس بات کا زیادہ مستحق ہے، تو اس دعا کو محدود نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن کریم کی آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب: 57) کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود وسلام بھیجو نبیؐ پر۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کیلئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا‘‘ (یعنی ان کو محدود کرنے کیلئے کوئی لفظ مخصوص نہیں کیا) ’’آپ کی روح میں وہ صدق وصفا تھا اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔‘‘ (رپورٹ جلسہ سالانہ 1897 صفحہ 50 تا 51، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد 3، صفحہ 730)

پس جتنی چاہے ’’صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ‘‘ کے معنی کو وسعت دے دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ مانگا جائے کہ تمام قسم کے افضال وبرکات جن کا احاطہ ہماری سوچ نہیں کر سکتی محمدؐ پر نازل فرما اور اس طرح درود بھیجتے ہوئے شکر گذاری کے جذبات ایک مومن کے دل میں پیدا ہوں گے تو یہی خلوص دل سے بھیجا جانے والا درود ہوگا جو اسکے اپنے فائدہ کیلئے بھی اور اسکی دعاؤں کی قبولیت کیلئے بھی اسکے کام آئے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس بات پر ایک اور رنگ میں درود شریف کی بڑی لطیف تشریح فرمائی ہے۔ بعض سوال کرتے ہیں، اس لئے میں نے یہ بھی لے لیا ہے۔ مختصراً بیان کر دیتا ہوں کہ یہ سوال اٹھتا ہے کہ آنحضرتؐ خاتم الانبیاء ہیں آپ کی تعلیم تمام انبیاء کی تعلیم کا احاطہ کیے ہوئے ہے بلکہ قرآن کریم نے وہ باتیں بھی بیان فرمائی ہیں جن کا پہلی قوموں کو فہم وادراک ہی نہیں تھا اور آپ کا زمانہ اب قیامت تک پر منتج ہے پھر یہ کیوں درود شریف میں ہمیں دعا سکھائی گئی کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ تو یہ كَمَا کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے یعنی جس طرح ابراہیمؑ پر تیرے فضل ہوئے اس طرح آنحضرتؐ پر بھی اپنا فضل نازل فرما۔ تو یہاں یہ واضح ہو کہ كَمَا کا مفہوم یہاں برابری کا نہیں ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح ابراہیمؑ اپنی جنس میں کامل وجود بنے اسی طرح آنحضرتؐ اپنی جنس میں کامل وجود بنے۔

حضرت ابراہیمؑ اسرائیل کے نبی تھے اور قومی نبیوں میں سے حضرت ابراہیمؑ کمال کو پہنچ گئے تھے۔ آنحضرتؐ جو تمام عالم کیلئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں ان پر بھی تیرے ایسے فضل اور برکتیں ہوں جو اپنے کمال کو پہنچ جائیں اور کیونکہ آنحضرت ایک قوم کیلئے نہیں بلکہ کل عالم کیلئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ پس کل عالم میں آپ کا کمال کو پہنچنا یقیناً درجہ میں اس سے بڑا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک یہ نکتہ بھی بیان فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دل کی اس تڑپ کی وجہ سے کہ خدا تعالیٰ کی واحدانیت اس علاقے میں قائم ہو، ایک بیٹے کو آباد ملک میں اللہ کا پیغام پہنچانے کیلئے بھیجا اور دوسرے بیٹے کو مکہ کی غیر ذی زرع وادی میں چھوڑ آئے تا کہ وہ اس بیابان علاقے میں مستقبل میں آباد ہونے والی آبادی میں بھی اللہ کا پیغام پہنچائے۔ آتے جاتے مسافر جو ہیں ان کو بھی اللہ کا پیغام پہنچائیں۔ تو ان کے دل میں یہ تڑپ تھی کہ شہروں اور بیابانوں میں خدائے واحد کا بول بالا ہو اور ان کی اس تڑپ کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایک لمبے عرصے بعد اس بیابان میں آبادی پیدا کر دی۔ پس جب ہم درود پڑھتے ہیں تو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ کہتے ہیں تو ابراہیمؑ کی یہ تڑپ اور یہ جذبہ بھی یاد آ جاتا ہے اور آنا چاہیئے اور اس کے ساتھ ہمارے دل میں یہ خواہش معجزن ہونی چاہیئے کہ جس طرح ابراہیمؑ نے اپنے علاقہ میں اللہ کا نام بلند کرنے کیلئے کوشش کی، آج ہم آنحضرتؐ کو ماننے والے ہیں تو اسی طرح ہم آپ کا پیغام شہروں اور ویرانوں میں پہنچا دیں۔ تمام دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیں اور ہر جگہ اللہ اکبر کا نعرہ لگا دیں۔ پس ہم اس درود کے پڑھنے کے ساتھ جب یہ سوچ رکھیں گے کہ ابراہیمؑ کی اولاد نے اپنے سپرد کام کا حق ادا کیا۔ آج ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی اولاد کہلاتے ہیں آپ پر درود بھیجنے کا حق تب ادا کریں گے جب دنیا کے چپے چپے میں آنحضرتؐ کا پیغام پہنچانے والے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگانے والے ہوں گے۔ ورنہ درود تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آنحضرتؐ پر بھیج ہی رہے ہیں ہمارے درود کے محتاج آنحضرتؐ نہیں ہیں۔ یہ درود ہمارے ذہنوں میں انقلاب پیدا کرنے کیلئے ہے، ہماری سوچوں کو صحیح راستے پر چلانے کیلئے ہے، آنحضرتؐ سے محبت کے اظہار کیلئے ہے، ہمیں یہ یاد دلانے کیلئے ہے کہ اگر ابراہیمؑ کی اولاد قربانیاں کر سکتی تھی تو آنحضرتؐ کی روحانی اولاد کیوں قربانیاں نہیں کر سکتی۔ ہمیں اس سے زیادہ قربانیوں کی ضرورت ہے کیونکہ ہمارا میدان عمل پوری

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دُعا کے بعد جلدی جواب مل جائے تو عموماً اچھا نہیں ہوتا، توقّف کامیابی کا موجب ہوتا ہے

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 235)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیما پوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دُنیا کی دولت، سلطنت اور شوکت رشک کا مقام نہیں ہے مگر رشک کا مقام دُعا ہے

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 235)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

دنیا ہے ہم اس نبی کے ماننے والے ہیں جو تمام دنیا کیلئے مبعوث ہو کر آیا۔

پس اے وہ سب احمدیو! جنہوں نے اس نبی کے غلام کی جماعت میں شامل ہو کر یہ عہد کیا ہے کہ ہم آنحضرتؐ کی تعلیم کو نہ صرف اپنے پر لاگو کریں گے بلکہ تمام دنیا کو اس سے آگاہ کریں گے اپنے ملکوں میں جا کر، حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کی قربانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے قربانیوں میں آگے بڑھیں اور خدائے واحد کا پیغام اپنے ہم وطنوں کو پہنچائیں اور پہنچانے میں پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کی دعا کی اہمیت

پھر ان دعاؤں میں یہ دعا کرنے کیلئے بھی کہا تھا جو حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہامی طور پر سکھائی تھی جس سے آپؑ کو ایک خطرناک بیماری سے شفا ہوئی تھی۔ وہ دعا یہ تھی کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اور اس شفا کے بعد پھر حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا تھا۔ عربی الہام ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو شفا دے کر ہم نے دکھلایا تو تم اس کی نظیر کوئی اور شفا پیش کرو۔ اس الہامی دعا کے پہلے حصے کے الفاظ کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ کے بارہ ایک حدیث میں یوں ذکر آتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو (بولنے کے لحاظ سے) زبان پر نہایت ہی ہلکے ہیں لیکن (وزن کے لحاظ سے) ترازو میں بہت وزنی ہیں اور خدائے رحمان کو بہت ہی پیارے ہیں وہ ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ یعنی پاک ہے وہ اللہ، پاک ہے اللہ تعالیٰ اپنی حمد کے ساتھ اور پاک ہے خدا تعالیٰ کی عظمتوں والی ذات۔

(بخاری، کتاب التوحید)

پس اللہ تعالیٰ نے اس الہامی دعا میں اپنی حمد اور عظمت کو آنحضرتؐ پر درود کے ساتھ ملا کر شفا کا ذریعہ بنا دیا ہے جو جسمانی اور روحانی شفا کا ذریعہ بھی ہے، اس کو بہت پڑھنا چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی فرمایا تھا اور بعض علماء کے نزدیک بھی جب ''علیٰ'' کا صلہ اڑا کر براہِ راست اٰلِ محمدٍ کہہ کر آل محمد کو آنحضرتؐ سے ملا دیا ہے جس سے آنحضرتؐ سے روحانی قربت کا بیان کرنا مقصود ہے اور یہ روحانی قربت سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی اور یہی قربت کا فیض تا قیامت اب چلنا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں اور مومنین کی جماعت میں خلافت کے نظام کے تحت جاری رہنا ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا ......الخ کی دعا کی اہمیت

پھر یہ دعا تھی کہ ''رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ'' یعنی اے اللہ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دینا بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو جو حضرت مسیح موعودؑ کی بڑی بیٹی تھیں آپؑ کی وفات کے فوراً بعد خواب آئی تھی، ان کے خواب میں حضرت مسیح موعودؑ آئے اور آپؑ نے بڑی تاکید فرمائی کہ یہ دعا بہت پڑھا کرو۔ آپ نے خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو یہ خواب سنائی تو انہوں نے فرمایا کہ آج کے بعد میں اسکو کبھی پڑھنا نہیں چھوڑوں گا بہت زیادہ پڑھوں گا اس میں جہاں ایمان کی مضبوطی کیلئے اللہ تعالیٰ سے التجا ہے، دعا ہے وہاں نظام خلافت سے جڑے رہنے کیلئے بھی دعا ہے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کہتی ہیں کہ میں نے اپنی ایک ملازمہ کو بھی یہ خواب بتائی تو اس نے کہا مَیں تو اب یہ دعا ضرور کیا کروں گی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک وقت ایسا آیا کہ اس ملازمہ کا خاوند جو جماعت سے دور ہٹ گیا بلکہ جماعت چھوڑ دی تھی لیکن اس دعا کی برکت سے یہ ملازمہ محفوظ رہیں اور خلافت سے چمٹی رہیں اور اپنے بچوں کو لے کر خاوند سے علیحدہ ہو کر قادیان آ گئیں اور بچے بھی اس شخص کے شر سے محفوظ ہو گئے۔

پس یہ دُعا خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کیلئے بڑی اہم دعا ہے۔ گمراہ ہونے سے بچنے کیلئے بڑی اہم دعا ہے۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے جو وہ انسان پر فرماتا ہے بجائے شکر گزاری کے جذبات کے ٹیڑھا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ کسی کو چار سچی خوابیں آ جائیں تو وہ سمجھتا ہے کہ اب میں بڑا ولی بن گیا ہوں مجھے خلافت کی بیعت کی کیا ضرورت ہے۔ کسی کو قرآنِ کریم کے بعض مضامین کا علم ہو جائے تو تکبر اسے پکڑ لیتا ہے کہ تو بڑا عالم بن گیا ہے تیرا مقام بھی خلافت کے برابر ہے۔ غرضیکہ مختلف قسم کے شیطان ہیں جو دل میں جگہ لیتے ہیں اور اپنے انہی قسم کے شیطانوں کو مارنے کیلئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا۔ پس یہ تکبر تباہی کی طرف لے جاتا ہے اور تباہی کے گڑھے میں پھینکتا ہے۔ اس تکبر نے آج مسلمانوں کو خاص طور پر جو علماء ہیں مسیح و مہدی کے ماننے سے دور رکھا ہوا ہے، روکا ہوا ہے۔ لیکن سب سے بڑی بدقسمتی ان لوگوں کی ہوگی جو سیدھا راستہ دیکھنے کے بعد پھر اس سے دور جائیں گے۔ پس خود کو بھی مسیح موعودؑ کی جماعت سے جڑے رکھنے کیلئے اور اپنی اولاد کو بھی اس جماعت سے ہمیشہ جوڑے رکھنے کیلئے یہ انتہائی اہم دعا ہے، اس کی عادت ڈالیں۔

روایات میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ بھی یہ دعا مستقل پڑھا کرتے تھے۔ آپؐ تو صاف دل رکھنے والے تھے۔ آپؐ کا اوڑھنا بچھونا خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول تھا۔ اصل میں تو آپؐ نے اپنے عمل سے بھی ہمیں بتایا کہ دلوں کی کجی دور کرنے کیلئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو تبھی تم اسکی رضا حاصل کرنے والے بنو گے اور تبھی تم اسکے انعامات کے وارث ٹھہرو گے اور مسیحِ آخر الزماں کے مقاصد میں اس کے مددگار ہو گے۔

صبر کے حصول اور ثباتِ قدم عطا ہونے کیلئے ایک اہم دعا

پھر ایک دعا تھی کہ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ کہ اے ہمارے رب ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

صبر کے حصول اور ثباتِ قدم کیلئے یہ انتہائی اہم دعا ہے۔ فَرَغَ کا مطلب ہے کہ انڈیل دیا یعنی ہمیں اتنا صبر دے کہ ہم کامل طور پر صبر کرنے والے ہوں اور ہر مشکل میں ثابت قدم رہیں۔ منکرینِ مسیح موعودؑ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کو ایسی تکالیف دیتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو ایمان کی حفاظت مشکل ہے۔ ایسی ایسی تکلیفوں سے گزرنا پڑتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو ثبات مشکل ہے۔ اس لئے دعا سکھائی کہ ہمیں کامل صبر عطا فرما، ہم تیری رضا پر راضی رہنے والے ہوں۔ ہمارے پائے ثبات میں کبھی لغزش نہ آئے۔

اور پھر لغات میں اُنْصُرْنَا کے معنے لکھے ہیں کہ اس نے مظلوم کی مدد کی، اسے دشمن سے نجات دی۔ تو یہ دعا ہے کہ اے اللہ! ہمیں کامل صبر کرنے والا بنا۔ تیرے دین کی راہ میں اگر کوئی تکلیفیں ہمیں آئیں تو ہم بے صبری نہ دکھائیں۔ تیرے رسولؐ کے عاشقِ صادق کی بیعت میں آئے ہیں اور اس کے بعد خلافت کی اطاعت کی ہے تو یہ نمونہ ہمیں دکھانے کی توفیق دے جو کامل الایمان لوگوں کا نمونہ ہوتا ہے لیکن اے خدا اپنی نصرت کے نظارے ہمیں دکھا اور مخالفین سے بھی ہمیں جلد نجات بخش۔

دشمنوں کے حملوں سے حفاظت کیلئے دعا

پھر ایک دعا جوبلی سال کے استقبال کی دعاؤں میں یہ تھی کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

ایک روایت میں آتا ہے ابوبردہؓ بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ کو جب کسی قوم کی طرف سے کوئی خطرہ محسوس ہوتا تھا تو آپؐ یہ دعا پڑھتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ اے اللہ! ہم تجھے ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں اور انکی شرارتوں سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔ (سنن ابوداؤ، کتاب الصلوٰۃ، باب مایقول الرجل اذا خاف قوماً)

اسکی وضاحت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک دفعہ دعا کی تحریک میں فرمائی تھی۔ اس کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ دعا آنحضرتؐ اس وقت مانگتے تھے جب قومی طور پر کوئی فساد دیکھتے تھے۔ کئی حدیثوں میں ہے کہ جب آپؐ کو کسی قوم سے خوف ہوتا اور اسلام کے مقابلے پر کھڑی ہوئی قومیں جو اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتی ہیں تو آپؐ اس وقت یہ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

یہ دعا آنحضرتؐ کے دستور میں شامل ہے اور ایسے ہی موقع کیلئے ہے جب اقوام ایک جتھہ کے طور پر جمع ہو کر اسلام پر حملہ آور ہوں اور چونکہ ہماری حالت بھی آجکل ایسی ہے کہ سب قومیں حتّٰی کہ بعض جگہ کی حکومتیں بھی متحد ہو کر جماعت کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کر رہی ہیں تو ہمیں بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ کبھی کسی ملک کی حکومت کے ساتھ مُلّاں مل جاتا ہے اور کبھی کسی ملک کے ساتھ۔ بعض اسلامی ملک نہیں بھی ہیں تو وہاں بھی بعض دفعہ ایسی دقّتیں پیش آ رہی ہیں۔ تو بہت دعا کرنی چاہئے۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے دشمن کے مقابلوں میں امداد چاہی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔ دشمن کا حملہ بھی دو طرح کا ہوتا ہے اور اس میں دونوں طرح کے حملوں کا بیان کیا گیا ہے۔ ایک وہ جو سامنے سے حملہ ہو۔ ایک وہ جو پیچھے سے ہو اور شرارتیں کی جائیں۔ جو حملہ سامنے سے کیا جائے اس کی زد چھاتی اور سینہ پر ہوتی ہے اور پھر جیسا کہ میں نے کہا دشمن چھپ کر بھی کئی رنگ میں حملہ کرتے ہیں۔ تو اس دعا میں دونوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دعا میں جس قدر دیر ہو اور اس کا بظاہر کوئی جواب نہ ملے تو خوش ہو کر سجدہ ہائے شکر بجالاؤ کیونکہ اس میں بہتری اور بھلائی ہے۔ توقف کامیابی کا موجب ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 218)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تر پورہ، صوبہ تامل ناڈو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

''مجھے یہ قطعی طور پر بشارت دی گئی ہے کہ اگر کوئی مخالفِ دین میرے سامنے مقابلہ کیلئے آئیگا تو مَیں اس پر غالب ہوں گا اور وہ ذلیل ہوگا۔'' (تذکرہ، صفحہ 173)

(الہام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

نَجۡعَلُكَ فِيۡ نُحُوۡرِهِمۡ ظاہری حملہ کیلئے ہے۔ نحر چھاتی کے اوپر کے حصہ کو کہتے ہیں۔اس دعا میں پہلے اللہ تعالیٰ سے اس حملہ میں مدد مانگی گئی ہے جو سامنے سے ہوتا ہے۔یعنی وہ حملہ جو ہم پر یہ لوگ کرنا چاہتے ہیں وہ ان کے سینوں کی طرف الٹادے۔اور دوسرے جملہ میں اس حملہ میں مدد مانگی گئی ہے جو شریروں کی شرارتوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو اندر ہی اندر وہ مختلف قسم کے منصوبے بناتے رہتے ہیں اور جماعت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، افراد جماعت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔پس ہر قسم کے حملوں سے بچنے کیلئے خواہ وہ دشمن سامنے سے ہم پر کر رہا ہے یا پیٹھ پیچھے سے شرارتوں سے کر رہا ہے۔ان کے شر سے بچنے کیلئے دعا کرنی چاہئے۔اس سوچ کے ساتھ یہ دعا کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا ہی ہے جو ہمیں ان کے شر سے بچا سکتا ہے۔ ہمارے پاس تو کوئی طاقت نہیں۔پس اس زمانہ میں مسیح و مہدی کی جماعت کے پاس دعاؤں کا وسیلہ ہے،دعاؤں کا ہتھیار دیا گیا ہے جس کو استعمال کرنا ہے اور دشمن سے بچنا ہے،جس سے شیطان کے ہر حملہ کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے اور شیطان کے حملہ سے بچنا ہے۔اس لئے عبادات کی طرف بہت توجہ دیں اور بہت دعائیں کریں۔

استغفار کی اہمیت اور حقیقت

اور پھر ایک دعا تھی ۔استغفار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے میں نے کہا تھا کہ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ رَبِّيۡ مِنۡ كُلِّ ذَنۡبٍ وَّاَتُوۡبُ اِلَيۡهِ پڑھیں کہ میں تمام گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرتا ہوں جو میرا رب ہے اور اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکتا ہوں۔ اسکی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ’’استغفار کے حقیقی اور اصلی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔یہ لفظ غَفَرَ سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخصِ مُسۡتَغۡفِرۡ کی فطری کمزوری کو ڈھانک لے۔لیکن بعد اسکے عام لوگوں کیلئے اس لفظ کے معنے اور بھی وسیع کئے گئے ہیں۔اور یہ بھی مراد ہے کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہو ڈھانک لے۔لیکن اصل اور حقیقی معنے یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مُسۡتَغۡفِرۡ کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے۔ کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اسکے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے۔یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے۔

پس جب کہ خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا اس لئے انسان کیلئے لازم ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قیومیت کے ذریعہ بگڑنے سے بچاوے......پس انسان کیلئے یہ ایک طبعی ضرورت تھی جس کیلئے استغفار کی ہدایت ہے۔اسکی طرف قرآن شریف میں یہ اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَـىُّ الۡقَيُّوۡمُ ......سو وہ خالق بھی ہے اور قیوم بھی اور جب انسان پیدا ہو گیا تو خالقیت کا کام تو پورا ہو گیا مگر قیومیت کا کام ہمیشہ کیلئے ہے اس لئے دائمی استغفار کی ضرورت پیش آئی۔غرض خدا کی ہر ایک صفت کیلئے ایک فیض ہے اور استغفار صفت قیومیت کا فیض حاصل کرنے کیلئے ہے۔اسی کی طرف اشارہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں ہے اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۔یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی اس بات کی مدد چاہتے ہیں کہ تیری قیومیت اور ربوبیت ہمیں مدد دے اور ہمیں ٹھوکر سے بچاوے تا ایسا نہ ہو کہ کمزوری ظہور میں آوے اور ہم عبادت نہ کرسکیں۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز اردو مئی 1902، جلد اول نمبر 5، صفحہ 187 تا 189)

پس شیطان کے حملے جو قدم قدم پر ہو رہے ہیں ان سے بچنے کیلئے استغفار ایک انتہائی اہم دعا ہے۔ قدم قدم پر جو شیطان کھڑا ہے اس کو مارنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ سے طاقت چاہی جائے اور خدا تعالیٰ سے طاقت چاہنے کا طریقہ خدا تعالیٰ نے خود بتایا ہے کہ استغفار کرو۔جو آئندہ شیطانی حملوں سے بھی بچائے گا اور گزشتہ گناہوں سے بھی پاک کرے گا، بشری کمزوریوں سے بچائے گا اور شیطان کے مقابلہ کیلئے طاقت بخشے گا اور جو اسکی طرف جھکنے والے ہوں گے، جو دعائیں کرنے والے ہوں گے، جو عبادتوں کی طرف توجہ دینے والے ہوں گے، جو استغفار کرنے والے ہوں گے انہیں اپنی صفتِ قیومیت میں لپیٹتے ہوئے ان کے ساتھ ہوگا‘‘ ان کو ہر برائی سے بچائے گا۔

پس اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو جو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی صورت میں اتارا ہے ہمیشہ جاری رکھنے کیلئے استغفار کا مسلسل ورد اور توجہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا بھی بڑا ضروری ہے تا کہ یہ انعام ہماری نسلوں میں تا قیامت چلتا رہے۔

شعبہ نورالاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو حضرت مسیح موعودؑ کے مقصد کو پورا کرنے کیلئے اور آپ کے اس فیض سے جو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعہ ہم میں جاری فرمایا فیضیاب ہونے کیلئے دعاؤں کے ساتھ، ایسی دعائیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے والی ہوں، ایسی دعائیں جو عرش کے پائے ہلا دینے والی ہوں، ایسی دعائیں جو مردہ دلوں میں جان ڈال دینے والی ہوں، خلافت کی اس صدی کو الوداع کہیں اور اپنی دعاؤں کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں قدم رکھیں۔جب اس طرح اس صدی کو دعاؤں کے ساتھ اور پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے الوداع کریں گے اور نئی صدی میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کو اپنی زندگیوں میں پہلے سے بھی بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتا دیکھیں گے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيۡ یعنی اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔

پس اے مسیح محمدی کے پیارو! آج اس مسیح نے جو امانت تمہارے سپرد کی ہے اللہ تعالیٰ کے مومنین سے کئے گئے وعدہ سے فیض اٹھانے کیلئے اس امانت کی حفاظت کرو۔اپنے عمل سے اسکی حفاظت کرو، اپنی دعاؤں کے ساتھ اسکی حفاظت کرو اور اپنی دعاؤں کے ساتھ اس انعام کو نئی صدی میں داخل کرو تا کہ پھر ان قربانیوں کی وجہ سے جو تمہارے آباء اجداد نے کیں، ان قربانیوں کی وجہ سے جو تم نے کیں، اس کو نئے سے نئے پھل لگتے چلے جائیں۔اپنے بڑوں کے پھینکے ہوئے بیج کے پھل تم نے کھائے، اب ایسے کھیت تیار کرو اور دعاؤں سے انکی ایسی آبیاری کرو کہ اس کے شیریں پھل آئندہ خلافت کی صدی میں تمہاری نسلیں بھی کھائیں اور یہی خلافت کی صدی کو الوداع کہنے اور نئی صدی کے استقبال کا صحیح طریق ہے ۔ورنہ ان مومنوں میں شمار نہ ہوں گے جو اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جلسہ تو دعا کے بعد ختم ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ آپ سب کو، ہم سب کو خیریت سے اپنے اپنے گھروں میں لے کر جائے، ہر تکلیف و پریشانی سے بچائے اور وہ تمام دعائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کیلئے اور جلسہ پر آنے والوں کیلئے کی ہیں آپ کے حق میں پورا فرمائے۔ خیریت سے جائیں۔موسم کی وجہ سے، ٹریفک کی وجہ سے بھی بعض مہمانوں کو تکلیف اٹھانی پڑی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے جو تکلیف کے باوجود بھی دوبارہ یہاں آتے رہے۔ بچوں کو اور عورتوں کو کئی گھنٹے بارش میں بھیگتے ہوئے میں نے دیکھا۔ مجھے خیال تھا کہ شاید وہ کل نہ آئیں، اگلے دن نہ آئیں، لیکن اگلے دن پھر اسی طرح حاضری تھی۔ پس یہ جوش ایمانی ہے جو ایک احمدی کا خاصہ ہے، اس کی ہمیشہ حفاظت رکھیں اور کبھی اس کو ختم نہ ہونے دیں۔ پولیس نے بھی احمدیوں کے بارہ میں غلط اندازہ لگایا ہے۔بعض افسران پولیس نے ٹریفک میں روک ٹوک کی ہے حالانکہ بڑے آرام سے گزارا جاسکتا تھا۔ بہر حال انہوں نے تو دنیاوی فنکشن دیکھے ہیں۔ ان کو پتہ نہیں ہے کہ احمدیہ جماعت کا مزاج بالکل مختلف ہے۔اگر ہمارے والنٹیئر ز سے تھوڑی سی مدد لے لیتے تو اتنی مشکلات پیش نہ آتیں۔ بہرحال اس وجہ سے بھی اکثر ان لوگوں کو جو باہر سے آنے والے تھے، دقّت ہوئی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے چھوٹی موٹی تکلیفیں برداشت بھی کرنی پڑتی ہیں، آ بھی جائیں تو کوئی حرج نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑھ کر جزا دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی امان میں رکھے اور حفظ و امان سے اپنے اپنے گھروں میں لے کر جائے۔

حاضری، جو انہوں نے مجھے بتائی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کُل 25128 ہے۔موسم کے لحاظ سے ان کا خیال تھا کہ (شاید) اتنی نہ ہوسکے، اس میں سے پاکستان سے آنے والے 2193 اور جرمنی کے 4815۔ باقی مختلف ممالک سے آئے ہوئے لوگ ہیں۔ باقی حاضری یہاں کی ہے۔بہرحال اللہ تعالیٰ سب شاملین کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے، تمام دعائیں ان کے حق میں قبول ہوں۔دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 2و9/نومبر 2007)

......☆......☆......☆......

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
طالب دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

آنحضرت ﷺ کے حواری اور عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 4/ستمبر 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے آغاز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کون سی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورۃ آل عمران کی آیت اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَہُمُ الۡقَرۡحُ ؕ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡہُمۡ وَاتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (173) تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور نے اس آیت کریمہ کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اسکا ترجمہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اللہ اور رسول کا حکم اپنے زخمی ہونے کے بعد بھی قبول کیا ان میں سے ان کیلئے جنہوں نے اچھی طرح اپنا فرض ادا کیا ہے اور تقویٰ اختیار کیا ہے بڑا اَجر ہے۔

سوال اس آیت کے متعلق حضرت عائشہؓ نے کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عائشہؓ نے اپنے بھانجے عروہ سے کہا کہ اے میرے بھانجے! تمہارے آباء زبیرؓ اور ابوبکرؓ اسی آیت میں مذکور صحابہ میں سے تھے۔ جب جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے اور مشرکین پلٹ گئے تو آپؐ کو اس بات کا خطرہ محسوس ہوا کہ وہ کہیں پھر لَوٹ کر حملہ نہ کریں۔ اس لیے آپؐ نے فرمایا کہ ان کا پیچھا کرنے کون کون جائے گا۔ اس وقت ستر صحابہ تیار ہو گئے۔ ابوبکرؓ اور زبیرؓ بھی ان میں شامل تھے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کو کیا خوشخبری عطا فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ طلحہؓ اور زبیرؓ جنت میں میرے ہمسائے ہوں گے۔

سوال آنحضرت ﷺ علیہ وسلم نے کن صحابہؓ کو جنت کی خوشخبری عطا فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک شخص نے حضرت علیؓ کی شان میں کچھ بے ادبی کی تو حضرت سعید بن زیدؓ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ دس آدمی جنت میں جائیں گے۔ نبیؐ جنت میں ہوں گے۔ ابوبکرؓ جنت میں ہوں گے۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت سعد بن مالکؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جنت میں ہوں گے۔ اور اگر مَیں چاہوں تو دسویں کا نام بھی لے سکتا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ دسواں کون ہے؟ حضرت سعید بن زیدؓ کچھ دیر خاموش رہے۔ لوگوں نے پھر پوچھا کہ دسواں کون ہے؟ فرمایا کہ سعید بن زیدؓ۔

سوال کن صحابہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتبِ وحی ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول کریمؐ جن کاتبوں کو قرآن کریم لکھواتے تھے ان میں سے مندرجہ ذیل پندرہ نام تاریخ سے ثابت ہیں۔ زید بن ثابتؓ، ابی بن کعبؓ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ، زبیر بن العوامؓ، خالد بن سعید بن العاصؓ، اَبان بن سعید العاصؓ، حَنظلَہ بن الربیع الاسدیؓ، مُعَیقِیب بن ابی فاطمہؓ، عبداللہ بن اَرقم الزُہریؓ، شرحبیل بن حسنہؓ، عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہوتا تو آپؐ ان لوگوں میں سے کسی کو بلا کر وحی لکھوا دیتے تھے۔

سوال آنحضرتؐ نے حضرت زبیرؓ کو کتنی زمین عطا فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو سرکاری زمینوں میں سے ایک اتنا بڑا ٹکڑا عطا فرمایا جس میں کہ حضرت زبیرؓ کا گھوڑا آخری سانس تک دوڑ سکے۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ اگر چار پانچ میل بھی گھوڑے کی دوڑ رکھی جائے تو بیس ہزار ایکڑ کے قریب زمین بنتی ہے جو ان کو دی گئی تھی۔

سوال آنحضرتؐ نے حضرت زبیرؓ کو ان کا حق کس طرح دلوایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت زبیرؓ بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ان کا ایک انصاری صحابی سے پانی کی نالی میں اختلاف ہو گیا جس سے وہ دونوں اپنے کھیت کو سیراب کرتے تھے۔ نبیؐ نے فرمایا کہ زبیر تم اپنے کھیت کو سیراب کر کے اپنے پڑوسی کیلئے پانی چھوڑ دو۔ انصاری کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپؐ کے پھوپھی زاد ہیں نا، اس لیے آپؐ یہ فیصلہ فرما رہے ہیں۔ اس پر نبیؐ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپؐ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ اب تم اپنے کھیت کو سیراب کرو اور جب تک پانی منڈیر تک نہ پہنچ جائے اس وقت تک پانی کو روکے رکھو۔ گویا اب نبیؐ نے حضرت زبیرؓ کو ان کا پورا حق دلوا دیا۔

سوال حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنے قرض کے متعلق کیا وصیت کی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے! اگر اس قرض میں سے تم کچھ ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مولیٰ سے مدد لینا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں مَیں نے پوچھا کہ آپ کا مولیٰ کون ہے؟ تو حضرت زبیرؓ نے کہا اللہ۔ پھر جب کبھی مَیں ان کے قرض کی مصیبت میں پڑا تو کہا اے زبیرؓ کے مولیٰ! ان کا قرض ادا کر دے اور وہ ادا کر دیتا یعنی اللہ تعالیٰ پھر کوئی انتظام کر دیتا تھا۔

سوال حضرت زبیرؓ مقروض کس طرح ہوئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت زبیرؓ مقروض اس طرح ہوئے کہ لوگ ان کے پاس مال لاتے کہ امانتاً رکھیں مگر حضرت زبیرؓ کہتے کہ نہیں بلکہ یہ قرض ہے کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ پھر اس میں سے خرچ بھی کر لیتے تھے۔ ان پر بائیس لاکھ روپے کا قرض تھا؟

سوال جو لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے انہوں نے سزا سے بچنے کے لیے کیا چالاکی کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: انہی لوگوں کی ایک جماعت نے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھی حضرت عائشہؓ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ آپؓ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کیلئے جہاد کا اعلان کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا اعلان کیا اور صحابہ کو اپنی مدد کیلئے بلایا۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور اس کے نتیجہ میں حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے لشکر میں جنگ ہوئی جسے جنگِ جمل کہا جاتا ہے۔

سوال حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ اس جنگ سے کس طرح علیحدہ ہوئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس جنگ کے شروع میں ہی حضرت زبیرؓ حضرت علیؓ کی زبان سے رسول کریمؐ کی ایک پیشگوئی سن کر علیحدہ ہو گئے تھے۔ انہوں نے قسم کھائی کہ وہ حضرت علیؓ سے جنگ نہیں کریں گے۔ دوسری طرف حضرت طلحہؓ نے بھی اپنی وفات سے پہلے حضرت علیؓ کی بیعت کا اقرار کر لیا تھا۔ وہ زخموں کی شدت سے تڑپ رہے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا تم کس گروہ میں سے ہو؟ اس نے کہا حضرت علیؓ کے گروہ میں سے۔ اس پر انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر کہا کہ تیرا ہاتھ علیؓ کا ہاتھ ہے اور مَیں تیرے ہاتھ پر حضرت علیؓ کی دوبارہ بیعت کرتا ہوں۔

سوال حضرت زبیرؓ کی شہادت کس طرح ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت زبیرؓ جب جنگ جمل سے واپس جانے لگے تو راستے میں ایک شخص آپ کو ملا اور آپکی حفاظت کا عہد کر کے آپ کے ساتھ چل پڑا۔ وہ شخص حضرت زبیرؓ کے ساتھ چل پڑا اور ایک آدمی اَحنَف بن قیس سے ملا۔ اس نے کہا کہ یہ زبیر ہیں جو مجھے سَفوَان میں ملے تھے۔ اَحنَف نے کہا کہ مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں گتھم گتھا ہیں اور تلواروں سے ایک دوسرے کی پیشانیاں کاٹ رہے ہیں اور یہ اپنے گھر جاتے ہیں۔ جب عُمیر بن جُرمُوز اور فَضَالَہ بن حَابِس اور نُفَیع نے یہ بات سنی تو انہوں نے سوار ہو کر حضرت زبیرؓ کا پیچھا کیا اور ان کو ایک قافلے کے ساتھ پا لیا۔ اور انہوں نے مل کر حملہ کیا یہاں تک کہ حضرت زبیرؓ کو شہید کر دیا۔

سوال حضرت علیؓ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے متعلق کیا آیت کریمہ تلاوت کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے کہا کہ مَیں یہ امید کرتا ہوں کہ طلحہؓ اور زبیرؓ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَنَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ اور ہم ان کے دلوں کی کدورت دور کر دیں گے کہ وہ تختوں پر آمنے سامنے بھائی بھائی ہو کر بیٹھیں گے۔

سوال حضرت زبیرؓ کی بیویوں اور بچوں کے کیا نام ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت زبیر کی اولاد یہ ہے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کے بطن سے عبداللہ، عروہ، مُنذِر، عاصم، خدیجۃ الکبریٰ، ام الحسن، عائشہ پیدا ہوئیں۔ حضرت ام خالدؓ کے بطن سے خالد، عمرو، حبیبہ، سودہ، ہند پیدا ہوئے۔ حضرت رُباب بنت اُنَیفؓ کے بطن سے مصعب، حمزہ، رَملَہ پیدا ہوئے۔ حضرت زینب ام جعفر بنت مَرثَدؓ کے بطن سے عُبَیدہ اور جعفر پیدا ہوئے۔ حضرت ام کلثوم بنت عُقبہؓ کے بطن سے زینب پیدا ہوئیں۔ حضرت حِلال بنت قیسؓ کے بطن سے خدیجۃ الصغریٰ پیدا ہوئیں۔

......☆......☆......☆......

قرآن وحدیث، سیرت آنحضرتؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں توکل علی اللہ کا ایمان افروز بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 15/اگست 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورۃ الانفال کی آیت (62) وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَہَا وَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور نے اس آیت کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ ہے: اور اگر وہ صلح کے لئے جُھک جائیں تو تُو بھی اُس کے لئے جُھک جا اور اللہ پر توکل کر۔ یقیناً وہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

سوال دنیا میں سب سے زیادہ توکل کن میں ہوتا ہے اور انہیں اللہ کی طرف سے کیا تسلیاں ملتی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دنیا میں سب سے زیادہ توکل اللہ تعالیٰ انبیاء میں پیدا کرتا ہے اور ان کو خود تسلی دیتا ہے کہ تم فکر نہ کرو مَیں ہر معاملے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کوئی دشمن تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ اگر دشمن نے غلط نظر سے دیکھنے کی کوشش کی یا کوئی سازش کرنے کی کوشش کی تو مَیں تمہاری دعاؤں کو سننے والا ہوں خود ان کا علاج کر لوں گا۔

سوال تفسیر روح المعانی میں اس آیت کی کیا تشریح بیان ہوئی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: علامہ شہاب الدین آلوسی لکھتے ہیں کہ: وَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ سے یہ مراد ہے کہ اپنا معاملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد کر دے اور اس امر سے خائف نہ ہو۔ اگر وہ تیرے لئے اپنے بازو سلامتی کیلئے جھکائیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے بازو مکر اور سازشوں سے لپٹے ہوئے ہوں۔ (اِنَّہٗ) سے مراد اللہ جل شانہ ہے۔ (ہُوَ السَّمِیۡعُ) سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دھوکہ دہی کی ان تمام باتوں کو جو وہ علیحدگیوں میں کرتے ہیں سنتا ہے۔ (الۡعَلِیۡمُ) سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیتوں کو بھی جانتا ہے۔ پس وہ ان سے ایسا مواخذہ کرے گا جس کے وہ مستحق ہیں اور ان کی تدابیر کو ان پر الٹا دے گا۔

سوال اس آیت کریمہ سے اسلام پر پڑنے والے کس اعتراض کا ردّ ہوتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اسلام پر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ جنگجو مذہب ہے، اس اعتراض کو بھی یہاں دور کر دیا گیا ہے کہ اگر دشمن اپنی کمزوری کی وجہ سے یا کسی چال کی وجہ سے صلح کرنا چاہے تو تم بھی اللہ کی خاطر صلح کر لو۔ کیونکہ اسلام کا تو مقصد ہی امن قائم کرنا ہے۔ پھر یہ نہیں کہ ان کو مفتوح کر کے یا مسلمان بنانے کے بعد ہی صلح کی بنیاد ڈالنی ہے بلکہ اگر انکی طرف سے صلح کا ہاتھ بڑھتا ہے تو تُو بھی صلح کا ہاتھ بڑھا، مسلمانوں کو یہی حکم ہے۔ اور اللہ پر توکّل کرو خدا خود سنبھال لے گا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کریمہ کی کیا تشریح بیان فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کے پہلے حصے کی تشریح کرتے ہوئے یعنی اگر وہ صلح کریں تو تم بھی صلح کر لو۔ فرماتے ہیں کہ اصل میں مومن کو بھی تبلیغ دین میں حفظ مراتب کا خیال رکھنا چاہئے۔

جہاں نرمی کا موقع ہو وہاں سختی اور درشتی نہ کرے اور جہاں بجز سختی کرنے کے کام ہوتا نظر نہ آوے وہاں نرمی کرنا بھی گناہ ہے۔

سوال: حضور انور نے توکل علی اللہ کے متعلق دوسری آیت کیا تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے سورۃ انفال کی آیت (3) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ تلاوت فرمائی۔

سوال: حضور انور نے اس آیت کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ترجمہ اس کا یہ ہے کہ مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اُس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے ربّ پر ہی توکل کرتے ہیں۔

سوال: حضور انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل علی اللہ کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: وہ واقعہ یاد کریں جب سفر طائف سے واپسی پر رسول اللہ نے کچھ روز نخلہ میں قیام فرمایا۔ زید بن حارثہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب آپ مکہ میں کیسے داخل ہوں گے جبکہ وہ آپ کو نکال چکے ہیں۔ رسول اللہؐ نے کس شان سے، توکل سے جواب دیا کہ اے زید تم دیکھو گے کہ اللہ ضرور کوئی راہ نکال دے گا اور اللہ اپنے دین کا مددگار ہے۔ چنانچہ نبی کریمؐ نے سرداران قریش کو پیغام بھجوائے کہ آپ کو اپنی پناہ میں لے کر مکہ میں داخل کرنے کا انتظام کریں۔ کئی سرداروں نے انکار کر دیا بالآخر مکہ کے ایک شریف سردار مطعم بن عدی نے آپ کو اپنی پناہ میں مکہ میں داخل کرنے کا اعلان کیا۔

سوال: ہجرت مدینہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس اعلیٰ توکل علی اللہ کا نمونہ دکھایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ غار میں تھا۔ مَیں نے اپنا سر اٹھا کر نظر کی تو تعاقب کرنے والوں کے پاؤں دیکھے۔ اس پر مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر کوئی نظر نیچے کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابوبکر! ہم دو ہیں اور ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے۔ تو یہ ہے وہ توکل کا اعلیٰ معیار جو صرف اور صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے۔

سوال: جب آنحضرتؐ غار ثور سے نکلے تو کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب آپ نے غار سے نکل کر سفر شروع کیا تو کیا شان استغنا تھی اور کس قدر اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کی روایت ہے کہ جب سراقہ گھوڑے پر سوار تعاقب کرتے ہوئے ہمارے قریب پہنچ گیا تو مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب تو پکڑنے والے بالکل سر پر آ پہنچے اور مَیں اپنے لئے نہیں بلکہ آپ کی خاطر فکر مند ہوں۔ آپؐ نے فرمایا! لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اسی وقت آپ کی دعا سے سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور وہ آپ کی خدمت میں امان کا طالب ہوا۔ اس وقت آپؐ نے سراقہ کے حق میں یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی کہ سراقہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے اور یہ پیشگوئی بھی بڑی شان سے بعد میں پوری ہوئی۔

سوال: غزوہ ذات الرقاع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس اعلیٰ توکل علی اللہ کا مظاہر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جابرؓ کہتے ہیں کہ غزوہ ذات الرقاع میں حضور ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام کر رہے تھے۔ اچانک ایک مشرک وہاں آن پہنچا۔ اس نے تلوار سونت لی اور کہنے لگا کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو یا نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے پھر کہا مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ۔ اس پر تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضور نے تلوار اٹھائی اور فرمایا کہ اب مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ آپ درگزر فرما دیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مَیں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا: نہیں۔ لیکن مَیں یہ عہد کرتا ہوں کہ آپ سے کبھی لڑائی نہیں کروں گا۔ اور نہ ان لوگوں کے ساتھ شامل ہوں گا جو آپ سے لڑتے ہیں۔ اس پر آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

سوال: جب آنحضرتؐ پر آیت کریمہ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی تو آنحضورؐ نے صحابہ سے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رات کے وقت آنحضرتؐ کی حفاظت کی غرض سے پہرہ لگا کرتا تھا۔ حضور کو جب وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کی وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے برے ارادوں سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ تو حضورؐ نے خیمہ سے باہر جھانکا اور فرمایا کہ اب تم لوگ جا سکتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود میری حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والوں کو کیا خوشخبری عطا فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری امت کے ستّر ہزار لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دوسروں کے عیوب کی تلاش میں لگے نہیں رہتے اور نہ ہی فال لینے والے ہوں گے بلکہ اپنے ربّ پر توکل کرتے ہوں گے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توکل علی اللہ کے متعلق کیا نصیحت فرمائی ہے؟

جواب: حضورؑ نے فرمایا: اصل رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکّل کرنے والے شخص کیلئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے مَیں اس کیلئے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔

سوال: حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا توکل علی اللہ کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ ہمیں اتفاقاً پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی اور جیسا کہ اہل فقر اور توکل پر کبھی کبھی ایسی حالت گزرتی ہے اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا سو جب ہم صبح کے وقت سیر کے واسطے گئے تو اس ضرورت کے خیال نے ہم کو یہ جوش دیا کہ اس جنگل میں دعا کریں۔ پس ہم نے ایک پوشیدہ جگہ میں جا کر اس نہر کے کنارہ پر دعا کی جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر بٹالہ کی طرف واقع ہے۔ جب ہم دعا کر چکے تو دعا کے ساتھ ہی ایک الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے: ’’دیکھ مَیں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں‘‘۔ تب ہم خوش ہو کر قادیان کی طرف واپس آئے اور بازار کا رخ کیا تا کہ ڈاکخانہ سے دریافت کریں کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ہمیں ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کئے ہیں اور غالباً وہ روپیہ اسی دن یا دوسرے دن ہمیں مل گیا۔

......☆......☆......☆......

ملکی رپورٹیں

جماعت احمدیہ حیدرآباد کی تبلیغی مساعی

مورخہ 4 ستمبر 2020 بروز جمعۃ المبارک ایک سیاسی پارٹی کی دعوت پر مکرم نوید احمد عالم صاحب صدر حلقہ بی بی بازار، مکرم شعیب احمد صاحب سیکرٹری نومبائعین، عزیزم حزقیل احمد انور منتظم اطفال حلقہ افضل گنج اور خاکسار ایک وفد کی صورت میں ان کے دفتر گئے جہاں تقریباً ایک گھنٹہ تبلیغی گفتگو ہوئی۔ آخر پر وہاں موجود عہدے داران کو جماعتی کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔ اسی روز تیلگو اخبار ’’اُجوَلا‘‘ کے ایڈیٹر سے ملاقات کر کے انہیں احمدیت کا پیغام دیا گیا نیز جماعتی کتب اور لیف لیٹس کا تحفہ پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔ (محمد کلیم خان، مبلغ انچارج حیدرآباد)

تیماپور میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت انعقاد

مورخہ 20 ستمبر 2020 کو جماعت احمدیہ تیماپور میں مکرم سید الیاس احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ تیماپور کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ مکرم ایم مقبول احمد صاحب مبلغ سلسلہ تیماپور بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم مکرم سید ریاض احمد صاحب سیکرٹری تحریک جدید نے کی۔ نظم مکرم سید فیاض احمد صاحب سیکرٹری مال و قائد مجلس تیماپور نے پڑھی۔ بعدہ مکرم ایم مقبول احمد صاحب نے ’’نماز باجماعت کی اہمیت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُسوہ کی روشنی میں‘‘ کے عنوان پر تقریر کی۔ اسکے بعد مکرم کے شفیق احمد صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار نے ’’دعوت الی اللہ‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(سید محمود احمد عجب شیر، سیکرٹری اصلاح وارشاد تیماپور)

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

محترمہ ریشمہ تبسم صاحبہ مرحومہ کا ذکر خیر

(امۃ السلام طاہرہ، جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ لال ٹیکری حیدرآباد)

محترمہ ریشمہ تبسم صاحبہ آف حیدرآباد مورخہ 31 مارچ 2020 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2017 میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ نہ صرف خود احمدیت کی آغوش میں آئیں بلکہ اپنے تین بچوں کو بھی احمدیت میں داخل کیا الحمد للہ۔ قبول احمدیت کے ساتھ ہی چندوں کے نظام میں شامل ہوئیں اور اپنے بچوں کو بھی اس سے وابستہ کیا۔ جب بھی کوئی جماعتی خدمت سپرد کی جاتی خوش دلی کے ساتھ اسے بر وقت ادا کرتیں۔ حیدرآباد حلقہ لال ٹیکری میں سیکرٹری صنعت وتجارت کے عہدہ پر فائز رہیں۔ آپ ایک تعلیم یافتہ اور باصلاحیت خاتون تھیں اور ایک اچھی مقرر بھی تھیں۔ جماعتی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا اور جو بات سمجھ میں نہ آتی وہ مبلغ صاحب پوچھا کرتی تھیں۔ صدر لجنہ اور اپنے سے بالا عہدیداران کی پوری اطاعت کیا کرتی تھیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھنا ایک عادت بن گئی تھی۔ لجنہ اماء اللہ کے دینی امتحان میں خود بھی شامل ہوتیں اور اپنی بیٹی کو بھی شامل کیا کرتیں۔ نیز تربیتی کلاسز میں ہمیشہ اپنی بیٹی کو ساتھ لیکر آیا کرتی تھیں۔ ایک سال قبل ایک دن مرحومہ نے مجھے فون کیا کہ میری طبیعت ناساز ہے آپ میرے گھر آئیں۔ میں جب ان کے گھر گئی تو پتا چلا کہ ڈاکٹر نے انہیں کینسر بتایا ہے۔ بہت ہی صبر کے ساتھ اپنی بیماری کے دن گزارے۔ بیماری کے دنوں میں بھی حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خط لکھتی رہیں نیز پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بھی فون کر کے دعا کی درخواست کرتی رہیں۔ انکی والدہ، بھائی اور دیگر رشتہ دار شدید مخالف تھے اور وہ انہیں ذہنی طور پر پریشان بھی کرتے رہتے تھے مگر یہ اپنے ایمان پر آخر دم تک قائم رہیں۔

وفات کے بعد ان کے غیر احمدی رشتہ داروں نے ہمیں تدفین کی اجازت نہیں دی۔ خاکسارہ اپنے بیٹے کے ساتھ ان کے گھر گئی اور ان کے بچوں کو ہمت دلائی اور تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تینوں بچوں نے صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کیا۔ تینوں بچوں کا جماعت سے پہلے کی طرح رابطہ ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور اپنے قرب خاص میں جگہ دے اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کا حامی و ناصر ہو اور انہیں جماعت سے وابستہ رکھے اور ہمیشہ خلافت سے وفا کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ (سورۃ البقرہ 266:)

ترجمہ: اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کیلئے خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar   Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10153: مَیں نعیم الدین احمدی ولدمکرم اسم الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری عمر50 سال تاریخ بیعت 1984، ساکن ہاؤس نمبر135 (وِکاس کالونی) نزدشنی مندرڈاکخانہ کرنال صوبہ ہریانہ، بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 16/ستمبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیرمنقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/4500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اسلام الدین احمدی　　العبد: نعیم الدین احمدی　　گواہ: پرویز احمد معلم سلسلہ

مسل نمبر 10154: مَیں شمع پروین زوجہ مکرم نعیم الدین احمدی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر48 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر135 (وِکاس کالونی) نزدشنی مندرڈاکخانہ کرنال صوبہ ہریانہ، بقائمی ہوش و حواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 16/ستمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ناک کی تلی اور ناک کی بالی وزن 2 گرام 24 کیریٹ، حق مہر -/50,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اسلام الدین احمدی　　الامۃ: شمع پروین　　گواہ: پرویز احمد معلم سلسلہ

مسل نمبر 10155: مَیں عائشہ نُدرت بنت مکرم محمد ریاض الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر24 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر11.5.148/1 ریڈہلس ڈاکخانہ ناملّی صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 27/اگست 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نزہت ریاض　　الامۃ: عائشہ ندرت　　گواہ: محمد ضیاء الدین

مسل نمبر 10156: مَیں علیشہ ریاض بنت مکرم محمد ریاض الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر20 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر11.5.148/1 ریڈہلس ڈاکخانہ ناملّی صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 27/اگست 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نزہت ریاض　　الامۃ: علیشہ ریاض　　گواہ: محمد ضیاء الدین

مسل نمبر 10157: مَیں ظہیر النساء زوجہ مکرم محمد عبد السلام صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر83 سال پیدائشی احمدی، ساکن فلیٹ نمبر505 شنکرجی نیلائم اپارٹمنٹ 11.5.152/2 ریڈہلس ڈاکخانہ حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 29/اگست 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 4 طلائی چوڑیاں وزن 4 تولہ 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/12,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کوثر مجیب غوری　　الامۃ: ظہیر النساء　　گواہ: محمد ضیاء الدین

مسل نمبر 10158: مَیں مسعود خان ولدمکرم نواب خان صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر40 سال پیدائشی احمدی، ساکن درالسلام ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 8/نومبر 2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک آبائی مکان (جس میں پانچ بھائی رہتے ہیں، مکان ابھی تقسیم نہیں ہوا) میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ظفر الحق　　العبد: مسعود خان　　گواہ: اختر الدین خان

مسل نمبر 10159: مَیں مبارک بیگم بنت مکرم شیخ ظریف صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر43 سال پیدائشی احمدی، ساکن گول گھارو (سیکٹر5) ڈاکخانہ راؤل کیلا-2 (سیکٹر4) ضلع سندرگڑھ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 6/دسمبر 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فضل احمد خان　　الامۃ: مبارک بیگم　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10160: مَیں ممتاز بیگم زوجہ مکرم فضل احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر36 سال پیدائشی احمدی، ساکن کوارٹر نمبر A/1 (پلانٹ سائٹ) ڈاکخانہ پلانٹ سائٹ روڈ (پولیس کالونی راؤل کیلا) ضلع سندرگڑھ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 6/دسمبر 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 7 تولہ 22 کیریٹ، زیور نقرئی 20 تولہ، حق مہر -/45,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فضل احمد خان　　الامۃ: ممتاز بیگم　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10161: مَیں سفیر احمد ولدمکرم منیر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر25 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دارالفضل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 14/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ظفر الحق　　العبد: سفیر احمد　　گواہ: محمد شبیر مبشر

مسل نمبر 10162: مَیں نیلوفر زوجہ مکرم امجد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر36 سال تاریخ بیعت 2009، ساکن حلقہ کاہلواں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 12/اکتوبر 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/5000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: امجد خان　　الامۃ: نیلوفر　　گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 10163: مَیں محمد راحل شفانہ زوجہ مکرم احمد علی صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر35 سال تاریخ بیعت 2013، ساکن نمبر1 (کاڈائی اسٹریٹ) ایڈالاکوڈی ڈاکخانہ کوٹّار ضلع کنیا کماری صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 27/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: نیکلیس 16 گرام، چین 24 گرام، چین 12 گرام، بالیاں 4 گرام، انگوٹھی 2 گرام، بالیاں 4 گرام (کل وزن 62 گرام 22 کیریٹ)۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بی. حسن علی　　الامۃ: محمد راحل شفانہ　　گواہ: محمد محی الدین

مسل نمبر 10164: مَیں محمد رفیع ولدمکرم Assainar صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر30 سال تاریخ بیعت 2015، موجودہ پتا: ابودھابی (یو.اے.ای) مستقل پتا: پانڈی کاڈ ضلع مالاپورم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 24/اکتوبر 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/5500 AED ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عمیر　　العبد: محمد رفیع وی.پی　　گواہ: نوشاد ٹی.ایچ

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 69 Thursday 22 - October - 2020 Issue. 43

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت مُعَوِّذ بن حارثؓ اور حضرت اُبی بن کعبؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16 / اکتوبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج جن صحابی کا میں ذکر کروں گا ان کا نام ہے حضرت مُعَوِّذ بن حارث۔ حضرت معوذ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ حضرت معاذ اور حضرت عوف ان کے بھائی تھے۔ ان تینوں کو بنو عفراء بھی کہا جاتا تھا۔ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت معوذ ستر انصار کے ساتھ بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل تھے۔ حضرت معوذ کو اپنے دونوں بھائیوں حضرت معاذ اور حضرت عوف کے ساتھ غزوہ بدر میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا کہ کون دیکھے گا کہ ابو جہل کا کیا حال ہوا ہے۔ حضرت ابن مسعود گئے اور جا کر دیکھا کہ اس کو عفراء کے دو بیٹوں نے تلواروں سے اتنا مارا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہو گیا ہے۔ بعد میں حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر تن سے جدا کیا تھا۔

غزوہ بدر کے موقع پر حضرت معوذ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے آپ کو ابو مسافح نے شہید کیا تھا۔

حضور انور نے فرمایا اگلے صحابی کا نام ہے حضرت اُبی بن کعب۔ حضرت ابی انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو معاویہ سے تھے۔ حضرت اُبی متوسط قامت تھے۔ حضرت ابی اسلام سے پہلے بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ حضرت ابی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے سب سے بڑے قاری ابی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ ان چار آدمیوں میں سے تھے جن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ قُرَّاءِ امت ہیں یعنی اگر کسی نے قرآن سیکھنا ہو تو ان سے سیکھے۔ آپ اُن پندرہ اشخاص میں سے تھے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم لکھواتے تھے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُبی کو فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورۃ لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ۔ پڑھ کر سناؤں حضرت اُبی نے پوچھا کیا اللہ نے میرا نام لیا تھا آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت ابی یہ سن کر رو پڑے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ چار شخصوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں قرآن سارے کا سارا حفظ کیا تھا یہ سب انصاری تھے۔ حضرت ابی بن کعب حضرت معاذ بن جبل حضرت ابو زید اور حضرت زید بن ثابت۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر سب سے زیادہ مہربان حضرت ابوبکر ہیں اور خدا کے دین کی بابت سب سے زیادہ سخت حضرت عمر ہیں یعنی ان میں اصولوں کی سختی ہے اور حیا میں سب سے زیادہ کامل حضرت عثمان ہیں اور حلال و حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے حضرت معاذ بن جبل ہیں اور فرائض کے سب سے زیادہ جاننے والے حضرت زید بن ثابت ہیں اور قرأت کے سب سے زیادہ جاننے والے حضرت ابی بن کعب ہیں اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین حضرت ابو عبیدۃ بن جراح ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری پر سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھنے والے حضرت ابی بن کعب ہی تھے۔ حضرت ابی نے قرآن کا ایک ایک حرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سن کر یاد کر لیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے شوق کو دیکھ کر ان کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی اس میں ایک آیت پڑھنا بھول گئے۔ نماز ختم کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا کہ کسی نے میری قرأت پر خیال کیا تھا؟ تمام لوگ خاموش رہے۔ آنحضرتؐ نے اُبی سے پوچھا تو اُبی نے کہا کہ آپ نے فلاں آیت نہیں پڑھی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے جو فلاں آیت نہیں پڑھی کیا یہ منسوخ ہو گئی ہے یا آپ پڑھنا بھول گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میں پڑھنا بھول گیا تھا۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ تمہارے سوا اور کسی کو ادھر خیال نہیں ہوا ہوگا۔

حضرت اُبی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا ایک آدمی اندر آیا وہ نماز پڑھنے لگا پھر اس نے ایسی قرأت کی جو مجھے اَوپری لگی۔ پھر ایک اور آدمی اندر آیا اس نے اپنے ساتھی کی قرأت سے مختلف قرأت کی پھر جب ہم نماز پڑھ چکے تو ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ اس شخص نے ایسی قرأت میں قرآن پڑھا ہے جو مجھے اَوپری لگی پھر دوسرا شخص آیا اس نے اپنے ساتھی کی قرأت سے مختلف قرأت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی قرأت کو ٹھیک قرار دیا۔ حضرت ابی کہتے ہیں کہ میں نے جو رائے قائم کی تھی کہ اس نے غلط پڑھا ہے اسکی وجہ سے میں انتہائی شرمندہ ہوا۔ مجھے کبھی زندگی میں ایسی شرمندگی نہیں ہوئی جو اس وقت ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس حالت کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا میں پسینے میں شرابور تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابی مجھے پیغام بھجوایا گیا کہ میں قرآن کو ایک قرأت میں پڑھوں۔ میں نے اس کا جواب دیا کہ میری امت کیلئے آسانی پیدا کر دے چنانچہ اس نے مجھے دوسری مرتبہ یہ جواب دیا کہ میں قرآن کو دو قرأتوں میں پڑھوں پھر میں نے عرض کیا کہ میری امت کے لئے آسانی فرما دے۔ پھر اس نے تیسری مرتبہ مجھے جواب دیا کہ اسے سات قرأتوں پر پڑھ لو۔ پس ہر سوال کے بدلے جس کا میں نے تجھے جواب دیا ہے ایک دعا کا تجھے حق دیا گیا ہے۔ جو تو مجھ سے مانگ سکتا ہے تب میں نے عرض کیا کہ اے اللہ میری امت کو بخش دے اے اللہ میری امت کو بخش دے اور تیسری دعا میں نے اس دن کے لئے چھوڑ رکھی ہے جس دن ساری مخلوق میری طرف رغبت کرے گی یہاں تک کہ ابراھیم بھی۔

حضرت اُبی بن کعب کو فن قرأت میں جو کمال حاصل تھا اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے قرآن کا دور کرواتے تھے چنانچہ جس سال آپ نے وفات پائی حضرت ابی کو قرآن سنایا اور فرمایا مجھ سے جبرائیل نے کہا تھا کہ ابی کو قرآن سنا دیجئے۔

حضرت اُبی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو منذر کیا تمہیں پتا ہے کہ اللہ کی کتاب میں جو تمہارے پاس ہے سب سے عظیم آیت کون سی ہے۔ حضرت ابی نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے دوبارہ پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کی کتاب میں جو تمہارے پاس ہے سب سے عظیم آیت کون سی ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ۔ وہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا بخدا اے ابو منذر۔ علم تمہیں مبارک ہو۔

حضرت ابی غزوہ بدر احد خندق اور دیگر تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ حضرت ابوبکر کے عہد میں قرآن مجید کی ترتیب اور تدوین کا کام شروع ہوا۔ صحابہ کی جو جماعت اس خدمت پر مامور کی گئی، حضرت ابی اس کے نگران تھے وہ قرآن کے الفاظ بولتے تھے اور لوگ ان کو لکھتے جاتے تھے۔

حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت میں سینکڑوں مفید باتوں کا اضافہ فرمایا جس میں ایک مجلس شوریٰ کا قیام بھی تھا۔ یہ مجلس انصار اور مہاجرین کے مقتدر اصحاب پر مشتمل تھی جن میں قبیلہ خزرج کی طرف سے حضرت ابی بن کعب بھی ممبر تھے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت ابی ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث کا بہت بڑا حصہ سنا تھا یہی وجہ ہے کہ بہت سے صحابہ درس حدیث میں آپ کی شاگردی اختیار کر چکے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب حضرت ابو ایوب انصاری حضرت عبادۃ بن صامت حضرت ابو ھریرۃ حضرت ابو موسیٰ اشعری حضرت انس بن مالک حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت سہل بن سعد وغیرہ حضرت ابی سے علم حدیث میں استفادہ کرتے تھے۔

حضرت قیس بن عبادۃ مدینہ میں صحابہ سے ملنے آئے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب سے بڑھ کر کسی کو نہ پایا۔ نماز کا وقت تھا لوگ جمع تھے اور حضرت عمر بھی تشریف رکھتے تھے کسی چیز کی تعلیم دینے کی ضرورت تھی۔ نماز ختم ہوئی تو حضرت ابی اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لوگوں تک پہنچائی ذوق وشوق کا یہ عالم تھا کہ تمام لوگ ہمہ تن گوش تھے۔ قیس پر حضرت ابی کی اس شان عظمت کا بڑا اثر ہوا۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت عثمان کے زمانے میں قرآن مجید میں لب و لہجے کا اختلاف عام ہو چکا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں تمام مسلمانوں کو ایک تلفظ کے قرآن پر جمع کرنا چاہتا ہوں قریش اور انصار میں بارہ اشخاص تھے جن کو قرآن پر پورا عبور تھا۔ حضرت عثمان نے ان لوگوں کو یہ اہم کام تفویض فرمایا اور حضرت ابی بن کعب کو اس مجلس کا رئیس مقرر کیا۔ حضرت ابی قرآن کے الفاظ بولتے جاتے اور حضرت زید لکھتے جاتے تھے۔ آج قرآن مجید کے جس قدر نسخے ہیں وہ حضرت ابی بن کعب کی قرأت کے مطابق ہیں۔

حضرت اُبی بن کعب سے روایت ہے کہ میں آٹھ راتوں میں قرآن کریم کا دور مکمل کر لیتا ہوں۔ حضرت ابی کی محبت رسول کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے ستونوں میں سے کھجور کے ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر جب مسجد گرائی گئی اور اس میں تبدیلی پیدا کر دی گئی تو حضرت ابی بن کعب نے وہ تنا لے لیا۔ وہ ان کے پاس تھا صرف اس وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ پھر بوسیدہ ہو گیا دیمک نے اس کو کھا لیا لیکن انہوں نے اسے اپنے پاس رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں چھ قاضی تھے، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابی بن کعب۔ سمرۃ بن جندب بڑے رتبہ کے صحابی تھے وہ نماز میں تکبیر کہنے اور سورت پڑھنے کے بعد ذرا توقف کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے ان پر اعتراض کیا۔ انہوں نے حضرت ابی کی خدمت میں لکھ کر بھیجا کہ اس کے متعلق تحریر فرمایئے کہ حقیقت کیا ہے۔ حضرت ابی نے لکھا کہ آپ کا طریق عمل شریعت کے مطابق ہے۔ حضرت ابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں سو دینار پائے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ سال بھر تک اعلان کرتے رہو۔ سال گزرنے کے بعد روپے کی تعداد کا نشان وغیرہ یاد رکھنا اور ایک سال اور انتظار کرنا اگر کوئی نشان کے موافق طلب کرے تو اسکے حوالے کرنا ورنہ وہ تمہارا ہو چکا۔ ایک شخص مسجد میں کسی گمشدہ چیز پر شور کر رہا تھا کہ میری فلاں چیز گم گئی ہے۔ حضرت ابی نے دیکھا تو غصہ ہوئے اس نے کہا کہ میں نے کوئی فحش بات تو نہیں کی۔ انہوں نے کہا یہ ٹھیک ہے مگر یہ بات مسجد کے ادب کے خلاف ہے کہ یہاں کسی دنیاوی چیز کا اعلان کیا جائے۔ حضرت ابی کی وفات حضرت عمر کے دور خلافت میں بائیس ہجری میں ہوئی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad